مہابھارت

حصہ دوم وسوم

ناول نہیں! میدان جنگ کا فوٹو! خونریز لڑائی کی ہوبہو تصویر!
آرین نیشن! تیری بہادری کا سچا قصہ! اہل ہند! تمہاری گذشتہ
سرفروشیاں نہایت موثر زبان میں ادا کی گئی ہیں۔ حسرتوں کی مجسم صورتیں!
مایوسیوں کے خاکے۔ دنیا کی بے ثباتی کی پُردرد مثال دیکھنی ہو تو یہ ہے!!

جسکو

بابو سکھدیال سنگھ صاحب شوق مصنف دلربا رئیس خورجہ (بلند شہر) سے

تالیف کیا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

بار اول ۔ ۱۸۹۳ء ۔ قیمت فی جلد ایکروپیہ آٹھ آنہ

مہابھارت

حصہ دوم وسوم

ناول نہین! میدان جنگ کا فوٹو! خونریز لڑائی کی ہوبہو تصویر!
آریہ نیشن! تیری بہادری کا سچا قصہ اہل ہند! تمھاری گذشتہ
سرفروشیان نہایت موثر زبان مین ادا کی گئی ہین۔ حسرتون کی مجسم صورتین!
مایوسیون کے خاکے۔ دنیا کی بے ثباتی کی پُر درد مثال دیکھنی ہو تو یہ ہے!!

جسکو

بابو سکھدیال سنگھ صاحب شوق مصنف دلربا رئیس خورجہ (بلند شہر) سے
تالیف کیا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

باراول ۱۸۹۳ء قیمت فی جلد ایکروپیہ آٹھ آنہ عہ

حصہ دوم

باب پہلا

صف آرائی

کلجگ[1] کا آغاز ہے ۔ اسے اکتوبر کا مہینا کہنا شاید بیجا نہ ہوگا کیونکہ تل کی سنکرانت کی ٹھیک آٹھوین تاریخ ہے۔

کوروچھیتر کا ہموار میدان آنکھون کے سامنے ہے فوجون کی مسلسل آمد نے اوس وسیع صحرا کی دلکش فضا کو ہیبت ناک میدان جنگ مین بدل دیا ہے۔ لشکر آرہے ہین اور جنگی اصول کے مطابق ترتیب مدنظر ہے۔ پانڈون کی جرار سپاہ راجہ یدشٹر کے ماتحت کوروچھیتر کی غربی سمت پر قبضہ کیے شرق رویہ صف بستہ ہے۔

[1] گو سوشی راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر چکے اوس وقت کورو اور پانڈون کے باہم لڑائی ہوئی تھی۔ (یہ کتاب کلہن پنڈت نے بعہد مہاراجہ ۔۔۔ ۱۱۴۸ء مطابق ۲۴۹۶ء مین تالیف کی تھی) اگرچہ کہ فیصلہ ذیل جبر اسناد اوس کے خلاف ہین شوق نہی مورخ موصوف کی راے

اور کوروں کا لشکر اس کے مقابل مشرقی حصہ پر پھیلا ہوا ہے۔ خیمے بے انتہا کھڑے ہیں۔
عورت۔ بچے اور بوڑھے ہوں کے سوا سے دنیا بھر کے جانبار اپنے اپنے سپہ سالاروں کے
جھنڈے تلے بہادرانہ موت کا انتظار کھینچ رہے ہیں۔ روے زمین کا کوئی حصہ جسپر سورج
کی چمکیلی کرنیں اپنی روشنی پہونچا سکتی ہیں۔ باقی نہیں رہا جس کے سرکبف سپاہی اس عالمگیر
لڑائی میں شریک نہ ہوں۔ ہر فوج کا نشان جداگانہ لگا ہوا ہے اور کیمپوں کے جھنڈے پوری
بلندی پر اپنے سرخ و سفید پھریروں کو ہوا میں کھولے ہوے ہیں۔ بہادر دریودھن چتر شاہی
لگائے اپنی جرار سپاہ کی کمان کر رہا ہے۔

سے اتفاق نہیں کرتا اور زور سے کہہ سکتا ہے کہ کورو اور پانڈوں کی لڑائی کلجگ کے پہلے ہی سال
ہوئی۔ جسے ۱۸۹۰ء عیسوی کے آخر تک چار ہزار نوسو نوے برس ہو چکے ہیں۔
سند اول۔ اکبر کے محقق وزیر اعظم نے بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد باتفاق راے پنڈتان ہمعصر
آئین اکبری میں لکھا ہے۔
دُرُستر آغاز این کلجگ راجہ یدشٹر ہمگی جہان را بر کشادہ بسر ایاسے تاریخ فر ارسیدہ فرمانروائی خویش
راستا آغاز گردانید۔ و درین سال چہلم آلہی چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال از و گذشتہ و
سہ ہزار و چہل و چہار سال روائی داشت بیسپش بکرماجیت از اورنگ نشینی خویش برگرفت و
کارسختی بر مردم آسان ساخت و درین سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد۔
دیکھو آئین اکبری مطبوعہ ۱۸۶۷ء کلکتہ صفحہ ۲۶۹۔

(۴۶۹۶ + ۲۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۶۵۲ + ۳۰۴۴ + ۲۹۴ = ۴۹۹۰) یا (۱۹۴۶ + ۳۰۴۴ = ۴۹۹۰)
سند دوم۔ تراجاولی گرنتھ میں پنڈت مادھو اچارج جوتشی کی فاضلانہ تحقیقات سے (جو سمت ۱۸۱۶ سے
میں تصنیف ہوا ہے) درج ہے کہ کلجگ کے آغاز سے راجہ بکرم تک ۳۰۴۴ سال ہوتے ہیں

قوی ہیکل ہاتھیون کی بہت سی قطارین لگا کر جنگی وقتون کے بڑھانے کی کوشش سرگرمی سے جاری ہے ۔ دنیا بھر کو تباہ کر دینے والی جنگ چھڑا چاہتی ہے ۔ خون کی ندیان بہاوے وہ حملہ ہوگا ۔ معمولی جنگی شرایط باہم طے ہو گیے ہین ۔ آریا ورت کی سلطنت مین بڑا انقلاب ہونے والا ہے ۔ طرفین کے جان نثار تاج اور تخت کا فیصلہ تلوار سے کیا چاہتے ہین ۔

کلجگی سمت ۳۰۴۴ مین راجہ وکرم کا راج ہوا اور سمت ۳۱۷۹ مین شالباہن کا راج شروع ہوا اس لایق مصنف نے سب راجون کی مفصل آسم وار فہرست بھی دی ہے (دیکھو ہرشچندرکا اگست ۱۸۷۴ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ تک)

(۱۹۴۶ + ۳۰۴۴ = ۴۹۹۰)

سند سوم ۔ شہر سورت کے مندر مین دو شنکر آچاریون کے مابین مباحثہ ہوا بہ ثبوت دعوی دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا جسکی تاریخ سمت ۲۶۶۳ جو دہشٹیری تھی ۔ یہ پتر حضرت مسیح سے چارسو چھتیس ۴۳۶ سال پہلے تحریر ہوا تھا ۔ جس کا زمانہ سکندر کے حملۂ ہند سے ۱۱۰ سال پیشتر ہوتا ہے ۔

(۲۶۶۳ + ۴۳۶ + ۱۸۹۰ = ۴۹۹۰)

سند چہارم ۔ مسٹر ولیم سپور صاحب نے جو ریاست بوندی مین تحقیقات کرائی تو قصبہ سورتھ یا سنور کے پورانے سنگین کتبون سے بھی یہ ہی ثابت ہوا ہے ۔

(دیکھو رسالہ دہلی سوسایٹی جلد ۱ نمبر ۲ ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سند پنجم ۔ وراہی مہر نے برہت سنگھتا مین لکھا ہے ادھیا ۱۳ اشلوک ۳ ۔

باب دوسرا

ہستناپور

ایک شخص "کیوں مہاراج ویاس جی اس کا انجام کیا ہوگا آخر؟ ہائے! اتنی بڑی لڑائی۔ لکھو کہا نوجوان .... !!"

ویاس جی "راجہ دہرتراشٹ! بڑی فنا ہوگی!! سورج صبح شام سیاہ ہالہ میں نظر آتا ہے۔ عین پورنماشی کو چاند سرخ آسمان میں بالکل لال انگارہ سا نکلا۔ بڑے بڑے بہادر مرینگے۔ راجے اور شہزادے خاک پر سوتے ہونگے۔ بلیاں رات کو روتی ہیں۔ آسمان سے خون برستا ہے۔ بادل دکھائی نہیں دیتا اور گرج

आसन्मघासुमुनयः शासति पृथ्वीं युधिष्ठिरे नृपतौ षड्द्विकपञ्चद्वियुतः शककालस्तस्य राज्ञश्च ॥ बृहत्संहिता अ० १३ श्लो० ३

ترجمہ۔ مہاراجہ یدشٹر کا جب پرتھوی پر راج ہو رہا تھا اوسوقت سپت رشی۔ مگھا نکھشتر میں تھے اور دو ہزار پانسو چھبیس سال راجہ یدشٹر کو شاک منی بودہ کے سمت تک ہوتے ہیں (شاک بودہ حضرت مسیح سے ۶۲۲ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۴۳ برس پہلے فوت ہوا پس بدہ کا سمت اسکے پچاس برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے۔

(۲۵۲۶+۱۸۹۰+۵۷۴=۴۹۹۰)

سند ششم۔ بدانکہ پیشتر در ہندیان سمت راجہ یدشٹر رواج داشت راجہ مذکور بڑا والیشان در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہان رابہ کشادہ۔ تا این زمان از سمت ایالت او چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال شمسی گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ت)

بغرض آگاہی مزید چند مفید باتیں اور بھی اضافہ کی جاتی ہیں۔

دنیا کے ایک دفعہ پیدا ہونے سے زوال پذیر ہونے تک کے زمانہ کو ایک کلپ کہتے ہیں۔ اور اسی کا دوسرا

کی آواز آسمان سے آرہی ہے۔ دنیا کو بڑا خوف ہوگا۔ متواتر طوفانی ہوائین چلتی ہین غبار رفع نہین ہوتا۔ ایک ہی دن سورج اور چاند گرہن ہوا ہے کمانون سے آگ نکلتی ہے تلوارین شعلہ فشان ہین۔ تمام روے زمین پر خون بہتا پھریگا۔ شہاب ثاقب گرتے ہین۔ زلزلے آتے ہین۔ خاک ہزارون راجون کا خون پئیگی۔ دیکھئے پھر کہتا ہون الڑائی اچھی نہین۔ دریودہن کو اب بھی سمجھا لیجئے دنیا تباہ ہو جائیگی صرف راج کے لالچ سے رعیت کا ہلاک کرنا شرمناک ہے!"

دہرتراشٹر"بجا! مگر شدنی ٹل نہین سکتی۔ جو ہونا ہے ہوگا۔ لڑائی مین مرنا ہمارا دہرم ہے راجپوتی ولاورن کی نجات اسی مین ہے! سپاہ آراستہ ہو گئی ہے لشکر صف بستہ ہین۔ صلح ہونا اب امکان سے خارج ہے۔

(ویاس جی چلے گیے)

نام سہسر مہایگ بھی ہے۔ اور یہ کلپ چار ارب بتیس کروڑ سال کا ہوتا ہے (دیکھو اتھرب وید پرپاٹھک ۸۔ انواک ۱۔ منتر ۲۱) چنانچہ وید مقدس کے مفسر رشیون نے اس کی یہ تقسیم کی ہے (دیکھو سورج سدہانت)

اکہتر چترپگیون کا ایک منونتر ہوتا ہے اور ایک ست یگ کی برابر سندہی اوس کے آخر مین بیان کی ہے معہ سندہی کے ایسے چودہ منونتر ہوتے ہین اور ست یگ سا منکلپ کے آغاز مین پندرہ سندہی ہوتی ہین۔ اس طرح ہزار مہایگ تک پرمیشر دنیا کو قایم رکھتا ہے۔ اور اسی کو برہم دن یا کلپ کہتے ہین اتنی ہی اوس کی رات ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ رشیون نے اول چودہ حصہ (چودہ منونتر) کیے پھر ان چودہ منونترون مین سے ہر ایک کے اکہتر حصہ (اکہتر چترپگی) کیے۔ دیکھو نقشہ نمبر ۱ و نمبر ۲۔

باب تیسرا

پہلا دن

میدان جنگ

سنکھ بجنے لگے ہیں جنگی باجون سے میدان گونج رہا ہے۔ خونریز لڑائی ہوا چاہتی ہے۔
یکایک راجہ یدشٹر اپنے رتھ سے اوتر پڑا۔ اوسنے زرہ اوتار ڈالی۔ تیر و کمان کو ہاتھ سے
رکھ دیا۔ اور سر جھکائے غنیم کے لشکر کی طرف جا رہا ہے۔ یہ دیکھکر جان نثارون کے

نقشہ نمبر ۱

نام یگ	تعداد سال مقررہ یگ
ست یگ	۱۷۲۸۰۰۰
ترتیا یگ	۱۲۹۶۰۰۰
دواپر یگ	۸۶۴۰۰۰
کل یگ	۴۳۲۰۰۰
چتر یگی مہا یگ کی میزان	۴۳۲۰۰۰۰

یہ حساب بروے سورج سدہانت ہے

نقشہ نمبر ۲

نام	مدت
۷۱ چتریگی یا ایک منونتر	۳۰۶۷۲۰۰۰۰
۱۴ منونتر یا ۹۹۴ مہایگ	۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰
منونترون کے درمیان جو سندہی ہوتی ہے ۶ مہایگ کے قریب	۲۵۹۲۰۰۰۰
ایک کلپ یا سہسر مہایگ یا ایک برہم دن	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰

چہرے کا رنگ فق ہوگیا سرفروش انگشت بدندان ہین سب پر حیرانی چھاگئی - دلاورون کے جوش مایوسی سے بدل گئے - سپاہ پر حیرت طاری ہے - دلیرون کے غازی خون کا دورہ موقوف ہوگیا ہے - کیا غضب کیا ہے! دشمن سامنے ہے - حملہ ہونے والا ہے - غنیم کی صدہا خونریز تلوارین ایکدم سے راجا پر جھپک پڑینگی - اور نیزے مقدس جسم کو اوپر اوٹھا لینگے - کیا یہ جرأت مصلحت کے خلاف نہین ہے - ؟

مگر وہ کسی کی نہین سنتا - انکی نظر نیچی ہے - اور قدم آگے بڑھ رہے ہین - لازوال استقلال بڑہائے لیے جاتا ہے - دشمن خود حیرت مین ہے - طرفین کا تعجب حد سے گذر گیا ہے - ہر سپہ سالار تاجدار یدہشٹر کی بے محل نقل و حرکت پر رائے زنی کرنے لگا - بعض نے اوسے بزدل خیال کیا ہے - اکثر کی رائے مین وہ کورون کی کثیر التعداد سپاہ سے ڈر گیا - مگر جاننے وہ کس

اسکی تصدیق مفصل حوالون سے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ مشہور امیریکن فاضلہ نے اپنی کتاب سیکرٹ ڈاکٹرن مین کی ہے (دیکھو جلد ۲ صفحہ ۶۹) مزید بران اس کی تائید راؤ بہادر پنڈت سہری نواس جی رسالہ تھیوسوفسٹ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء مین کرتے ہین -

اب ہم ناظرین کو یہ بتلاتے ہین کہ اس دفعہ دنیا کو پیدا ہوے کتنے دن ہوے - چنانچہ واضح ہو کہ منجملہ چودہ منونترون کے جنکے نام ذیل مین درج ہین چھ منونتر گذر چکے ہین اور ساتوان (ویوسوت) منونتر اب گذر رہا ہے - سویمبھو[1] - سوارو چیش[2] - اوتم[3] - تامس[4] - ریوت[5] - چاکھیش[6] - ویوسوت[7] - ساورنیہ[8] - دکھش ساورنیہ[9] - برہم ساورنیہ[10] - دہرم ساورنیہ[11] - اودر پتر[12] - روچیشج[13] - بہوتکہ[14] -

(دیکھو تاریخ دنیا مولفہ لیکھرام شرما سبھاسدہ آریہ سماج پشاور کا صفحہ ۵۱ و ۵۵)

(دیکھو منوسمرتی ادہاے ایک اشلوک ۶۱ - ۶۲ - ۶۳)

پس بحساب مندرجہ بالا اوس کی تقسیم اس طرح ہوئی -

دہن مین ہے - دیوانہ وار جوش کے ساتھ حریف کی سپاہ مین داخل ہوا ار غیر معمولی عجلت سے اپنا شاہانہ سر بھیشم پتامہ وغیرہ کے قدمون پر جھکا دیا - اور بزرگون سے جنگ کی اجازت لیکر لوٹا -

زرہ پہنی - ہتیار اوٹھائے - اور اپنے تیز رو رتھہ پر سوار ہوگیا - سپاہ مین اصلی جوش عود کرآیا - جنگی حرارتین کئی گنی بڑھ گئین - دلاورون نے تیر سے تانے - کہان تو تیر ترکش مین پڑے تھے یا چشم زدن مین ناوک خصم فگن کمانون کو دوہرا کرتے ہوے لب سوفار بجا پہونچے تلوارین ایک دم سے کھنچ گئین -

چھہ منونترون کی میعاد	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰
ساتوین گذرنے والے منونتر کے ۲۷ چترجگون کی میعاد	۱۱۶۶۴۰۰۰۰
اٹھائیسوین چترجگی گذرنے والے - اسکی تین یگیون کی میعاد	۳۸۸۸۰۰۰
کل یگ چوتھا یگ جو گذر رہا ہے اوسکا اسوقت یہ سمت ہے	۴۹۹۰ سال
میزان کل یہ ہے آریہ سموت یعنی سرشٹی سموت ہے	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰

یہ ساتوان ویوسوت منونتر ہے جسکا یہ اٹھائیسوان کلجگ ہے اور کلجگ کے چار چرن یعنی حصے ہین اون سے پہلا حصہ گذر رہا ہے کلجگ کی تعداد چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے - اس کو چار پر تقسیم کرنے سے ایک لاکھ آٹھہ ہزار سال ہوے چنانچہ یہ پہلا چہارم حصہ ہے جس مین سے چار ہزار نوسو نوے برس گذر چکے ہین اور ایک لاکھ تین ہزار دس برس پہلے چرن سے باقی ہین - جنکے ختم ہونے کے بعد دوسرا چرن شروع ہوگا -

(دیکھو کبھی کالی داس کی کتاب جیوترودابھرن کی شیش ادھیا - جو اونھون نے سمت ۲۴ بکرمی مین تصنیف کی تھی - یہی سدھانت شوہنی مین لکھا ہے - مزید بران آریاورت کے مشہور

ادہر دریودہن کے جانباز بہادر سینہ سپر ہوگیے کورون کے لشکر سے دوشاسن اور
بھیشم پتامہ فوج لیکر آگے بڑہے۔ پانڈون کی طرف سے بہیم سین کے دستہ نے
حرکت کی۔ سنکہون سے میدان جنگ گونج اوٹھا۔ اور سوارون کے حملون سے زمین
کانپنے لگی۔ دلیرون کی تلوارین جو ذرا پہلے میدان کارزار مین صفائی سے چمک رہی تہین۔
خون سے سرخ ہوگئین۔ شویت (فرزند راجہ براٹ) اور بہیشم پتامہ کا مقابلہ کچھہ معمولی
قسم کا نہ تہا۔ زہریلے تیر کے زخمون سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تہے۔ نیزون نے
جنکے پہلون پر ذرا پہلے آفتاب کی شفاف کرنین شوخیان کر رہی تہین جانبازون کے
کلیجے چھید کر اوپر اوٹھا لیے۔ فولادی تیر اجسام کو چیرتے چلے گیے۔ اور تیغ خاراشگاف
نے مقتولون کے ڈہیر لگائے۔ مست ہاتھیون نے پیدلون کو بیدردی سے روندنا
شروع کیا۔ یکایک بھیشم پتامہ کا ایک جانستان تیر ولاور شویت کے سینہ پر اس

جوتشی سری بابو دیوشا ستری نے اسی قول سے اتفاق کیا ہے (دیکھو انکا پنچانگ سمت ۱۹۴۶ صفحہ ۳۱)
پو دہن کے شنکرانت کے دس گتے کو سورج اتر دین ہوتا ہے جو بھیشم پتامہ کے مرنیکی تاریخ ہے۔ اور بموجب
قول بہارت کے باون روز تک وہ تیرون کے پلنگ پر پڑے رہے۔ چونکہ انکے زخمی ہونے سے دس روز بیشتر
لڑائی شروع ہوئی تہی۔ اس سے واضح ہوا کہ بہیشم پتامہ کے مرنے سے ۶۲ روز پیشتر یعنی اکتوبر مین تل کی
شنکرانت کے ۸ گتے کو مہابہارت شروع ہوئی۔ قطع نظر اسکے بعد جنگ راجہ دہرتراشٹ نے کاتک کا مہینہ دریا کے
گنگا کے کنارے پر بسر کیا۔ دیکھو بہارت شانت پرب۔ یہ ثبوت کیا کچھہ کم ہے۔
۔ آریہ سمت ۱۹۸۹ء کے آخر تک زمین کی پیدایش سے ایک ارب چھیانوے کرور آٹھہ لاکہہ باون ہزار نوسو نوے
برس گذر چکے ہین۔ اور جدہشٹر سمت راجہ یدہشٹر کی تخت نشینی سے چار ہزار نوسو نوے برس۔

زور سے لگا کہ زرہ کو توڑتا ہوا جگر سے پار نکل گیا۔ اور پانڈون کے ایک جری افسر کو خاک پر ہمیشہ کے لیے سلا دیا۔ یہ دیکھکر دلاورون کی آتش غضب اور بھی بھڑک اوٹھی۔ جانبین کے حملے بے صبری سے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ تیر و کمان سے گذر کر لڑائی کا مدار تلوار پر آ رہا۔ ہنگامہ محشر بپا ہو گیا۔ بھائی بھائی کے مقابل۔ باپ بیٹے سے نبرد آزما۔ سب بہادری کی شراب سے مدہوش۔ جرات کے دریا مین غرق۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ تلوارین سر سے گذرتین مضبوط ہڈیون کو توڑتین۔ سوار و براق کا خاتمہ کر کے زمین پر دم لیتی تھین۔ اور تبر آہنی زرہ بکتر پر جھنجھنا رہے تھے۔ حملہ آورون کے باد پا گھوڑے مقتولون کے اجسام پر بے توجہی سے گذرتے جاتے تھے۔ زخمی سپاہیون کی آنتین ڈھیر تھین۔ کٹے ہوے اعضا تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ العطش کی متواتر آوازون سے میدان گونج رہا تھا۔ راجہ یدیشٹر کے جانثار سپاہی تو یہی کہتے تھے کہ لڑائی کا جس طرح ہو سکے آج ہی فیصلہ کر ڈالین اور راجپوتی خون رگون مین جوش مار رہا تھا کہ میدان جنگ کو بالکل رنگ کر چھوڑے مگر سورج چھپنے کے قریب پہونچ چکا تھا۔ جنگی مصلحت نے بہادر سپہ سالارون کی باگون کو روکا۔ دونون لشکر اصول جنگ کے ساتھ لوٹے۔ اور چند تاریک گھنٹون کے لیے کشت و خون موقوف ہوا۔

باب چوتھا

دوسرا دن

کشت و خون

جوانمرد توپڑے کروٹین بدل رہے تھے۔ اور بے چین زخمیون کی تڑپ ابھی کم نہ ہوئی تھی

دن کے مقتولون سے دو چار اس اندھیرے مین دم توڑنے کو باقی تھے کہ یکایک ستارون کی روشنی ماند ہو چلی۔ اور مشرقی آسمان پر سرخی پھیلی۔ چڑیئین چہچہائین۔ بادسحری کے خوشگوار جھونکون نے جان نثارون کے زخمون پر مرہم رکھا ہی تھا کہ جانبین کی سپاہ مین طیاری کا سنکھ بجا۔ اور معینہ وقت مین دونون طرف صف بندی ہو گئی۔ بجاے خمار دلیرون کی آنکھون مین جرأت کی سرخی تھی۔ اور حالت خواب کے سکون کی جگہ پُر جوش خون رگون مین دورہ کر رہا تھا سپہ سالار شوبیت کے قتل نے پانڈون کی سپاہ مین غیر معمولی بے صبری پیدا کر دی تھی۔ راجہ براٹ کا دوسرا بیٹا شنکھ جسنے بھائی کے جانکاہ صدمہ مین تمام رات سخت بیتابی سے کاٹی تھی۔ سربکف دشمن کی طرف بڑھا۔ وبیسر

جان لینے کو آگے بڑھا اس شکل سے برہم	بیشے سے نکل آتا ہے جیسے کبھی ضیغم
بر مین تو زرہ ہاتھ مین شمشیر شرر دم	لرزہ ہو دل شیر کو جیتون کا یہ عالم

سینہ وہ کہ جو سامنے تیغون کے سپر تھا
سر کٹنے کی پروا تھی نہ مرجانیکا ڈر تھا

ادھر کورون کی سپاہ کے چہرے روز گذشتہ کی کامیابی سے پہلے ہی چمک رہے تھے ایک مشہور سپہ سالار کے قتل نے انہین بغایت مسرور کر رکھا تھا۔ کرت برما اور شلی دونون صف جنگ سے مقابلہ کو نکلے۔ اور منچلے بہادر کو دیکھکر فتحیاب تبسم سے مسکرائے۔

جس نے اسے انتہا کا خونخوار بنا دیا۔

اس کی شمشیر شرر بار برق صفت چمکی۔ اور دشمنون کے سر پر بجلی کی طرح کوندنے لگی۔

اگر بیر بہل جیت سین۔ جید رتھہ وغیرہ نہ پہونچیں تو راجہ شلی کا وہ خاتمہ کر ہی چکا تھا
یہ کارآمد امداد عین وقت پر پہونچی۔ اور انکے تیرون کی متواتر بارش نے شنکھہ کو حملہ کی مہلت
نہ دی بھیشم پتامہ بھی قضا کی طرح بیکس جوان کے سر پر پہونچے۔ اور خاراشگاف تیرون سے
اوسی یقین دلا دیا کہ موت کے سوائے اب چارہ نہیں ہے۔ قادر انداز ارجن فاصلہ سے
ان ناانصافیون کو بغور دیکھہ رہا تھا تیر کی طرح چلا اور ایسے پرزور خدنگ مارے کہ دشمنون
کی آنکھون تلے اندھیرا آگیا۔ اب تو فریقین کے جانبازون کی دونون طرف کثرت ہوگئی
تھی۔ بھاری خونریزی ہوئی مگر بھیشم پتامہ کے خوفناک حملون نے لشکر بھر مین ہل چل
ڈالدی۔ پانڈو حواس باختہ ہوگئے۔ کچھہ ٹھکانا نہ تھا جسکا طاقتور تیر تین تین پہلوانون کو
چھید کر نکلگیا اور خاراشگاف تلوار ایک ہاتھہ مین دو دو کا خاتمہ کر گئی۔ زرہ بکترون نے جسمی
حفاظت سے جواب دیا اور فولادی خودون نے خود سر نیاز جھکائے بھیشم پتامہ کے متواتر
حملون سے بڑے بڑے جری سپاہیون کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگر ہمدرد سورج خستہ حال
پانڈون کے حال زار پر رحم نکرتا تو یقیناً انہین پوری ناکامیابی سے پسپا ہونا پڑتا۔ شام نے
شرم رکھہ لی۔ فریقین کو اپنی قسمتون کا فیصلہ کل پر چھوڑنا پڑا۔

باب پانچوان

تیسرا دن

لڑائی

اندھیرے مین کیا معلوم زمین پر کیا ہے سحر کاذب کے وقت جس سطح خاک کے دامن پر

کسی گناہ کے ارتکاب کا گمان بھی نہ تھا۔ اوسپر سورج کی خوشگوار کرنون نے جان نثارون کے خون کے دھبے دکھانے شروع کیے۔ اور خود رو سبزہ نے اپنی نازک پتیون پر باسی خون کے چھینٹون سے لکھا ہوا مقتولون کا خط تقدیر پیش کر دیا۔ نسیم سحری کے فرحت بخش جھونکے جو کبھی بتان طنّاز کی پیاری زلفون کے ساتھ تڑ تڑکے اٹھکھیلیان کر رہے ہونگے۔ اس وسیع میدان مین بید مجنون کے منحوس پتون کو حرکت دے رہے ہین۔ چٹیل میدان دور تک چلا گیا ہے۔ اسکی پامال گھانس اور ناہموار ریتیلی سطح سے آشکارا ہے کہ کچھ دیر پہلے اوس سے جنگی خدمتین لیگئی ہین۔ جسکی ریت بہادرون کے عزیز خون کو چھاتی سے لگائے قدم قدم پر اپنی وفاداری کے ثبوت دے رہی ہے۔

ناظرین! افق مشرق تو آفتاب کی شعاعون سے روشن تھا ہی۔ اب مغربی سمت سے بھی ننگی تلوارین چمکنے لگی ہین۔ اور سرخ پھریرے ہوا مین شفق کا کام دے رہے ہین۔ کمال تو یہ ہے کہ غرب مین بجلی کوندرہی ہے اور جنوب مشرق سے ریت کا بادل اوٹھا ہے۔ جو دم کے دم مین ایک سمت پر اپنا پورا تسلط کر گیا۔ کچھ دیر تو گم کردگان راہ وطن پر ایک سکتہ کا عالم رہا مگر جنگی باجون کی دل ہلا دینے والی آواز سے حیرت کا طلسم ٹوٹ گیا۔ بغور دیکھا تو ایک جرار سپاہ غیر معمولی رفتار سے بڑھ رہی تھی۔ اور فوجی نشان پوری بلندی پر ہوا مین اُڑتا تھا۔ ذرا دیر مین راجہ دریودھن کے مُجلّا چتر شاہی پر آفتاب کی روشن کرنین چمکین۔ اور فوج کے دستے افسرون کے زیر کمان حرکت کرتے نظر آئے۔ جنکے تنے ہوئے سینہ اور چڑھی ہوئی مونچھون سے ظاہر تھا کہ حریف کے حواس کو مختل کر کے زمین کو ہلا دینگے۔

دانشمند سپہ سالارون نے فوج باقاعدہ تقسیم کی۔ رسالے ہرسمت مین بانٹ دیے۔ بھیشم پتامہ فوج کا ایک جرار دستہ لیکر الگ ہو گیے۔ اور ورونا چارج نے اُن راجپوتون کی پوری پلٹن جو زیست سے ہاتھ دھو کر میدان جنگ مین آئی تھی۔ اپنے پاس رکھی۔ دوسری طرف پانڈون کا بے شمار لشکر دریا کی طرح لہرین مار رہا تھا۔ مگر پچھلے دن کی ناکامیابی سے بہادرون کے جی چھوٹے ہوے تھے اور ورونا چارج جیسے جنریون کی گذشتہ جانبازی نے پانڈون کی فوج کو آیندہ کے لیے مایوس کر دیا تھا۔ جن دلیرون کو اپنی خارا شگاف تلوار کے جوہرون پر ناز تھا۔ اوتھون نے قسمت کے لکھے پر آنکھ لگا دی۔ ایک نے دوسرے پر حسرت کی نگاہ ڈالی۔ ارجن جیسے مشاق جنرل سے یہ معاملہ بھلا کب پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ شک ہوتے ہی اوس نے اپنی سپاہ مین ایک چکر لگایا۔ اور ہر سپاہی کے دل پر لکھے ہوے الفاظ کے عکس کو چہرے کے شفاف آینہ مین پڑھا۔ عین وقت پر اپنی سپاہ کی یہ حالت دیکھکر قریب تھا کہ وہ گھبرا جاے مگر اوس نے حیرت انگیز استقلال سے کام لیا۔ تمام فوج کو مخاطب کر کے بولا۔

"دلیرو! کیسی حیرت ہے! ایک ہی دن کی ناکامیابی سے تم بالکل مایوس ہو بیٹھے دیکھتا ہون تمھارے چہرے زرد پڑ گیے ہین۔ اور دلون مین جنگی جوش خون کی طرح جم گیا۔ تمھارے سربلند نیزے نیچے کو جھکے ہوے کیون ہین؟ اور تلوارین نیام مین ساکت پڑی ہین! سپاہ کی ہمت کا اگر ہر روز کی فتحیابی ہی پر دارومدار ہے تو اچھا۔ تم سب رخصت۔ دیکھو! مین اکیلا اپنی تلوار کے جوہر کس بہادری سے

دکھاتا ہون!! بھائی جیتنے والے اکثر ہارے ہین شکست کھائے ہوؤن کو ضرور فتح نصیب ہوگی! مجھے ایسے بُزدلون کی ضرورت نہین ہے یہ مضبوط کمان میرا ساتھہ دیگی اور یہ تیز رفتار گھوڑا وفاداری دکھائیگا۔ معلوم ہوا راجپوتی بازو اب سست پڑگیے اور طاقتور اجسام مین ضعف آگیا ہے۔ چھتری زمین پر اب نہین رہے ہے تم ذات بدل ڈالو! اس متبرک قوم کو اپنے سے منسوب کرکے کلونس کا ٹیکا لگانا زیبا نہین ہے"۔

ان الفاظ نے سپاہ کے دل پر جادو کا کام کیا۔ ہر سپاہی نے اپنا سر جھکا دیا اور تمام تلوار پر ہاتھہ رکھکر بولے۔

دلاور سردار! بس۔ راجپوتی خون مین اب اور سننے کی تاب نہین ہے۔ جب تک روح ہمارے جسم سے نکل نہ جائیگی۔ حملہ کرنے سے نہین رُک سکتے۔ اور مضبوط بازو چاہے کٹ کر گر جائین خونریز تلوار نہ چھوڑینگے۔

یہ سنکر بہادر جنرل نے زور سے خوشی کا نعرہ مارا اور رسالے حکم کے ساتھہ رجز کے اشعار زبان پاک سنسکرت مین پڑھتے ہوے دشمن کی طرف بڑھے۔ باجے والون نے آغاز جنگ کا راگ گانا شروع کیا۔ دفعتًا ہزارہا تیر پرزور کمانون سے چھوٹے اور تلوارین دشمن کے سرون پر چمکین۔

ادھر سے درونا چارج کی سپاہ نے میدان جنگ مین تہلکہ ڈالدیا دھرشٹ دیومن نے اپنی سخت کمان سے ایک دل دوز تیر درونا چارج کا سینہ تاک کر مارا مگر دلاور نے پیشتر ابد لکر خالی دی اور تیر کے تلوار سے دو ٹکڑے کرکے کہا

اُب ہم ہین نہ تم ہو نہ یہ لشکر نہ نشان ہے
اب تیغ ہے نے تیر نہ چلہ نہ کمان ہے
آنکھین ہین نہ چہرہ نہ دہن ہے نہ زبان ہے
سر دوش سے دل سینہ سے جان تن سے روان ہے

مگر آہنی گرز کی سخت چوٹ سے وہ اپنے تئین نہ بچا سکے۔ جو عجب پہرتی سے اونکے شانہ پر پڑا تھا۔ اور اوسکے جواب مین درونا چارج کی تیز تلوار دہرشٹ دیومن کی زرہ کو کاٹتی چلی گئی۔ اور جا بجا سے خون ٹپکنے لگا۔ ؎

گہ شرق مین خورشید کی مانند عیان تھی
گہ غرب مین شل مہ نو جلوہ کنان تھی
گہ چرخ پہ روشن صفت کاہکشان تھی
یہ تیغ کے پر تو تھے فقط خود وہ کہان تھی

درونا چارج کے ستمگر نیزے نے دلاور کے گھوڑے کو سخت مجروح کردیا وہ اوس سے اوترا ہی تھا کہ بھیم سین مدد کو پہونچا اور پہر دونون مین لڑائی بدستور جاری ہوگئی۔ دوسری طرف راجہ کلنگ کی دس ہزار سپاہ نے دفعتًا پانڈون کی تمام سپاہ کو گھبرا دیا رعد کی طرح حریف کے پہلوان گرجنے لگے۔ ؎

تقریر تھی آپس مین یہی اہل ستم کی
آمد ہے ابھی رن مین شہنشاہ امم کی
موقوف ہے بر آمد و شد سینہ مین دم کی
دم ہوگا عدم تیغ دودم رن مین جو چمکی

لڑتا نہین کچھ ذہن کوئی خاک لڑے گا
رن ہوگا نہ بن ہوگا وہ رن آج پڑے گا

اور دلاورون کے خون سے زمین کو سرخ کردیا۔ یہ دیکھکر بھیم سین بھی اودہر جھپٹا راجہ چندیری کی فوج اس عرصہ مین پسپا ہوگئی تھی مگر ارجن کا قدم پیچھے ہٹے بھلا یہ کب ممکن تھا

وہ اپنے زور بازو پر بھروسہ کیے بڑے زور وشور سے لڑا کیا اور اس کے جان نثارون کے تیرون نے کلنگ دیشون کے منہ پھیر دیے۔ بھیم سین نے شکر دیو کے سر پر اس زور سے گرز مارا کہ وہ مرکر زمین پر گر پڑا کلنگی امداد کو پہونچے۔ مگر بھیم سین اس زور سے گرجا کہ دور دور تک غنیم کی سپاہ کے دل دہل گیے اور شمشیر بکف مست ہاتھی کی طرح دیوانہ وار میدان جنگ مین گھومنے لگا۔ پیادون کو مارا۔ سوارون کو گرایا۔ دشمن کی فوج بھر مین تہلکہ ڈال دیا۔ حریف کے سپاہی خوف سے چلاتے ہوئے بھاگے۔ دلاور نکل ایک پرجوش جنگجو کی طرح نہین بلکہ لایق قواعددان سپاہی کی طرح اصول جنگ سے لڑ رہا تھا۔ صدہا پہلوان اوسکی تلوار سے کٹ گیے۔ لاجواب ہتیار نادر۔ کارآمد۔ کلین اور بیش قیمت اسلحہ سے میدان بھرا پڑا تھا۔ اسکی لڑائی کا طریق دیکھکر دشمن کی سپاہ کو سکتہ ہو گیا لاکھون کام آئے۔ اپنے سنکھ کو اسنے اس زور سے بجایا کہ تمام میدان گونج اوٹھا۔ اور اس جانبازی سے مقابلہ کیا کہ میدان جنگ کی خاک خون سے سیراب ہوگئی۔ راجہ دریودھن کے بازو پانڈون کی سپاہ سے لڑتے لڑتے سست پڑ گیے اور رسالون کے حملون سے زمین جابجا شق ہوگئی۔ اس دست بدست لڑائی مین ہر شخص اپنے طرفدارون کو صرف فوجی وردی سے پہچان سکتا تھا۔ رتھبان زخمی ہوکر گر پڑے تھے سپاہ اور سوارون کے حملون سے گرد اوڑ رہی تھی۔ اور دھوپ کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔ ارجن کی پے در پے خونریزی سے حریف کی سپاہ پسپا ہوگئی۔ ہاتھی چینخنے لگے اور عالم مین تاریکی چھاگئی۔ دشمن کے فوجی نشان تیرون سے اوڑا دیے گیے۔ رتھون مین رتھی نہ تھے۔ اور گھوڑے بلاسوار میدان جنگ مین

گھوم رہے تھے۔ بہادر بھاگ نکلے۔

یہ دیکھکر پانڈؤن کے لشکر سے فتحیابی کے سنکھ بجے۔ ادہر کوروؤن کے جنرل نے دیکھا کہ سپاہ نے جی چھوڑ دیا ہے۔ اور رسالے دن بھر کی لڑائی سے تھک گئے ہین۔ سوائے اسکے بے وفا سورج بھی غربی پہاڑیون مین چھپا چاہتا ہے اس وقت لڑائی کو موقوف ہی کر دینا بہتر ہے چنانچہ فریقین کے تھکے ماندے لشکر اپنے اپنے کیمپون کو لوٹے۔

باب چھٹا

چوتھا دن

خونریزی!

سورج کی شعاعین زمین پر عموداً پڑ رہی ہین۔ ٹھیک دوپہر ہے۔ آفتاب عین نصف النّہار پر چمک رہا ہے۔ دہوپ کی تمازت غضب ڈہا رہی ہے۔ صحرائی ریگ کے ذرّے شعاعون سے منعکس ہوکر رہ نوردون کو چوندہیائے دیتے ہین۔ ہوا بالکل بند ہے۔ سوکھے ہوے درخت تلے جنگل کا معشوق (ہرن) جیب نکالے پیاسا کھڑا ہے۔ پانی کا پتہ نہین۔ زمین اور آسمان دونون یکسان تپ رہے ہین۔ مگر ایک کف دست میدان مین لڑائی زور شور سے جاری ہے۔ دلاور بڑہ بڑہ کر حملے کر رہے ہین۔ تیرون نے اجسام کو چھلنی بنا دیا ہے تلوارین سپاہ کا بیدردی سے خاتمہ کر رہی ہین۔ دونون لشکر جوش مین آگیے ہین کسی کو سر و پا کا ہوش نہین ہے۔ ہر سپاہی اپنا منصبی فرض پورے طور سے ادا کر رہا ہے۔ تندرستون کے جسم سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور مجروحین کے زخم اپنے خون سے فوارے

اوچھال رہے ہین - مگر دونون اس حال سے بیخبر ہین - جنگی خیالات نے محو بنا رکھا ہے -
بہادرون کے جسم نے قوت حسی کوزایل کر دیا ہے - سخت ترین موسم اس وقت انکی مضبوط
جلد پر اپنا تکلیف دہ اثر محسوس نہین کرا سکتا -
اس جانبازی کی حالت مین بہادر ارجن اپنی فوج کی کمان بہادرانہ مستعدی سے کر رہا ہے
جرأت کا دریا اسکے سینہ مین لہرین مار رہا ہے اور شجاعت پسینہ بنکر نورانی پیشانی پر نمودار ہے
جنگ وجدل کے خیالات بہادر کے دماغ پر تسلط کیے ہوے ہین - اور دل آہنی کثرت
پر نثار ہے - اپنی سپاہ کی جانبازی کا بڑی لیاقت سے امتحان لے رہا ہے - آنکھ حریف کے
لشکر سے لڑی ہوئی ہے اور غنیم کے دستون کی نقل و حرکت کے ساتھ اپنی حکمت عملی بدل رہا ہے
دوسری طرف جنرل بھیشم پتامہ جسپر کوروی سپاہ کو ناز ہے میدان جنگ کے قدر دانون
کو اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہا تھا - جدہر جہکا صف کی صفین خالی - دستے کے دستے
ندارد - پانڈون کی جری سپاہ اسکے حملے روکنے کی قابلیت نہین رکھتی - پیام اجل کی
مثال جسکے تیر پہونچتے ہین - اور تلوار کا وار حکم قضا کی طرح خالی نہین جاتا - ہر سمت مین
بجلی کی طرح لونک رہی ہے - دبیر

یہان شور وہان غل ابھر آئی ادوہر آئی وہ تیر گئی خود مین وہ سر مین در آئی	وہ چمکی وہ تڑپی وہ چھپی وہ نظر آئی گردن سے بڑھی سینہ لیا تا کمر آئی

سن اوس کا گھٹا تھا جو دلیرانہ بڑھا تھا
منہ کی وہی کھاتا تھا جو منہ اسکے چڑھا تھا

جب کئی دستے کٹ گیے - ایک پلٹن پوری غارت ہولی - اور بھیشم پتامہ کی جرأت کا
سیلاب کسی پانڈوی افسر سے نہ رُک سکا تو ارجن نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی
کہان تو دور بادل کی طرح دشمن کی سپاہ پر برس رہا تھا - یا چشم زدن مین بھیشم پتامہ
کے دستہ پر بجلی کی طرح جا چمکا - اور مقابل جم کر تیرون کے مینہ برسانے لگا - پھر حریف کے
شہزور ہاتھ اپنی غیر معمولی سرعت نہ دکھا سکے - دلاور سپاہی اور پس ٹوا لینے والے
رتھون سے بڑھتے ہوے دشمن کو روک دیا - پھر حملہ آور قدم ایک قدم بھی بڑھین یہ ناممکن
تھا - گویا قدرت نے جانبین کی قوت کو دو برابر حصون مین بانٹ دیا تھا - ایک دوسرے پر
غلبہ نہ پا سکا - یہ حالت تھوڑی ہی دیر رہی - یکایک اعتدال مین فرق آیا جنگی ترازو کے
پلڑون نے غیر مساوی وزن ہونے سے حرکت کی - کرپاچارج - شلی - اور دورون
اپنے آزمودہ دستون سے بھیشم پتامہ کی مدد کو پہونچے - اور آتے ہی پانڈون پر حملہ کر دیا
سوارون کے نیزے جھکے تیغین جھنجھناتی ہوئی کھنچ گئین - دبیر

جس صف پہ گری سیف صفائی نظر آئی	تل کر جو پڑی ضرب رسوائی نظر آئی
ترکیب عناصر مین جدائی نظر آئی	نے شانہ نہ بازو نہ کلائی نظر آئی

بازو پہ جو تڑپی نہ کسی دوش پہ سر تھا
پھلو پہ جو چمکی تو نہ دل تھا نہ جگر تھا

دلیرون نے حسرت سے رن کی زمین پر سونا شروع کیا - پانڈون کے جانبازون مین تاب
کہان کہ پھر دم لین - تلوارین میانون سے گھسیٹ کر پل پڑے - قوی ہیکل گھٹنوت کچھ

بیدردی سے دشمن کی سپاہ کاٹنے لگا۔ ایک طرف خون کی سرخی مین سورج کی کرنین
شوخیان کررہی تہین۔ اور دوسری جانب خنجر مقتولون کی تعداد دوچند کیے دیتے تھے۔
چار گھنٹہ تک جس سختی سے دونون جنرلون کی سپاہ سے جانبازی دکھائی اوس کا روشن
سورج کے سواے کون گواہ ہے۔ زمین خون سے تر تھی۔ میدان لاشون سے پُر تھا۔
لہو کے نالے نشیب کی طرف اپنے قدرتی اصول کے مطابق بہہ رہے تھے۔ یہ حال دیکھکر
لڑائی ملتوی کردینے کے نشان کھول دیے گیے۔ ہرفوج مین سفید پھریرا اُڑنے لگا۔

باب ساتوان

پانچوان دن

دل چلا جوان

راجہ یدہشٹر کی سپاہ کے تروتازہ چہرون پر نکلتے ہوے سورج کی کرنین افشان کا کام کرگئین
وہ ہتیار جو تارون کی چھانون۔ پہر رات رہے سے صاف ہونے شروع ہوگیے تہے
یکایک روشنی سی چمک اوٹھی۔ قدرتی فوٹوگرافر (سورج) سے جرأت کی مختلف تصویرین
شبنم کے اون قطرون مین کھینچ دین جو سبز پتیون پر موتیون کی جھالر کی طرح لٹک رہے تہے۔
یہ سمان قابل دید تہا۔ جانبین کے لشکر وسیع تالاب کے دو متضاد سمتون پر قابض تہے جنکے
خوشنما نشانون کے متحرک پہریرون کا عکس ہوائی کرہ سے کہین زیادہ لطف سطح آب پر
دکھا رہا تہا۔ موجون نے پہریرون کی شوخیان دوبالا کردکھائی تہین۔ اس وقت کچھ چیدہ فوج

تو اپنے اپنے کیمپون کی حفاظت کر رہی تھی باقی تمام سپاہ وسیع میدان مین پہونچ گئی ہے
کہ اپنی بہادری کے جوہر دکھائے ۔

صف بندی ہوتے ہی دیر ہوئی ۔ جب لشکر طیار ہوتے ہین اس وقت تو حسینان ہند خواب
نازمین ہونگی ۔ دلربا انداز سے کروٹ بدلی گئی ہوگی ۔ تمام شب بے صلت نصیبون سے آنکھ نہ
لگنے دی ۔ طالبان وصال کی دست درازیون نے بیچین رکھا ۔ سویرے سے منہ اندہیرے
آنکھ کہلے توکیونکر ۔ جوانی کی نیند ۔ عالم شباب ۔ جوبن کا اُبھار ۔ اسپر ارمان نکالنے والون
کے دست تمنا کی بیر حمیان ۔ بقول شخصے حسن ہی بلاے جان ہوگیا ۔ رات بھر آنکھ جہپکی ہو تو قسم لو
کیا اب پچھلے پہرے بھی نہ سوئین ۔ سوئے تو سویرے نہ جاگنے مین ہماری خطا کیا ۔ سارے
گناہ عشاق کی گردن پر ۔ حضرت ! یہ وہ وقت ہے کہ تین کے سواے زمانہ بھر کو سوتا ہی
پائیگا ۔ ایک تو نوجوان بیوہ جو آہستہ آہستہ سرد آہین کھینچتی ملیگی ۔ دوم طالبان وصال
جنکی ہجرت نصیب آنکھین کسی کافر کے انتظار مین ابتک کھلی ہونگی ۔ تیسرے سربکف سپاہی
جو اپنی موت کی طیاری مین سرگرم ہوگا ۔ یہ تو امید نہین ہوسکتی کہ پہلے دو کی آرزو برآئے
البتہ تیسرا کامیاب ہوجائے تو تعجب نہین ہے ۔ ناظرین ! یہان بھی جیت مین کون ہے ؟
جانباز سپاہی ۔ جنگجو دلاور صف جنگ مین دورہ کرنے والا مرد جان نثار ۔ آؤ ! ایسے
بہادرون کے جانگداز حملے دیکھین ۔ شاید ہمارے سرد اجسام مین آرہین جوش قوت برقی
کی طرح سرایت کر جائے ۔ دیکھو ! فوجین دونون طرف طیار کھڑی ہین ۔ پھر یہ سکوت
کیسا ؟ اس خاموشی کے کیا معنی ! سپاہی اپنی قوتون کو کہین جانچ تو نہین رہے ہین ؟

یا شاید حکم کے منتظر ہون ۔ لیجئے اوہ پچھلی صف نے حرکت کی ۔ انکے قدم تو دیکھو کیسے نپے ہوے پڑتے ہین ۔ ایلو اسپاہ ایک دایرہ کی صورت اختیار کرنے لگی ۔ کچھہ دلاور کمانون مین تیر جوڑے گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھے ۔ اور دوسرے دور مین باقی سپاہ انکے سرون پر نیزے تانے جھک گئی ۔ تیسری قطار نے باہر کے رخ گھٹنے ٹیک کر انسانی قلعہ کی تکمیل کی ۔ واہ رے لایق جنرل ۔ کیسا مضبوط قلعہ بنایا ہے ۔ میدان جنگ مین میگزین کی حفاظت اسی طرح ممکن تھی ۔ یہان سے کچھہ ہٹ کر دوسرا میدان مصاف ہے ۔ جہان وہ مشہور جنرلون مین چھڑ گئی ہے ۔ بھیشم پتامہ کا بھیم سین سے مقابلہ ہے ۔ کاری زخمون سے جاری خون جانبین کی جانبازی کے ثبوت دے رہا ہے ۔ راجہ دروپد ایک اکشوہنی فوج سے بائین ہاتھہ چلا ۔ اور کیکئے نے دائین جانب حملہ کیا خود راجہ یدہشٹر دونون کے پیچھے تھے کہ جا بہ ضرورت انہین جھک پڑین ۔

پانڈون کے لشکر سے ایک خوشرو جوان ہتیار لگائے نکلا ۔ پندرہ برس کا سن ۔ اوٹھتی جوانی ۔ مسین بھیگنے مین ایک سال کی کسر ۔ قومی جوش کا بہترین نمونہ ۔ خلقی شجاعت غیر معمولی نزاکت کے ساتھہ ۔ حسن مردانہ نزاکت زنانہ لیے ہوے ۔ مگر جوش خون کو دیکھیئے ۔ یہ خطرناک لڑائی ۔ اچھے اچھے آزمودہ کار سپاہیون کا کلیجہ ہلا دینیوالا میدان جنگ اور ایک کم عمر لڑکا ۔ کس کے مقابل ؟ بھیشم پتامہ کے ! کون بھیشم ! وہ جسکا نام سنکر پانڈون کے خونبار تلوار تھامنے والے ہاتھہ کانپنے لگتے ہین ۔ اور صف شکن کمانداروں سے تیر نہین کھنچ سکتا ۔ لڑکے نے للکار کر کہا ۔

دیتا ہے کیا سپاہ کو ترغیب کارزار
پنہان صفون مین ہو کے صدائے نبرد بار بار

آ کچھ شجاعت اپنی دکھا وقت گیرودار
ان بھبکیون سے فائدہ کیا او ستم شعار

اور ساتھ ہی منچلے نوجوان نے تلوار کا وار کیا۔ بہادر بھیشم نے خالی دیا نوجوان نے وارد وز خدنگ مارا۔ دلاور جنگی پیچ کھیل گیا۔ تیر نے خطا کی۔ تجربہ کار جنرل نے مسکراکر کہا۔
"عزیزا! تم جیسے حسینون کو صف جنگ کی تکلیف اوٹھانا زیبا نہین ہے۔ تمھاری غیر معمولی نزاکتین اس بے اندازہ جرأت سے قدرتی مناسبت نہین رکھتین"۔

اوس نے کہا کہ خیر ہنر آزمایئے
گرتی ہے برق تیغ سپر کو اوٹھایئے

میدان مین تیغ لیجیے جوہر دکھایئے
نیزے کی زد کو روکیے پہلو بچایئے

پتھر مین تیرتی ہے سنان پردہ دار ہے
جنبش یہان ہوئی وہان سینہ کے پار ہے

بھیشم (مسکراکر)

لیتے ہین دل پہ نیزہ وہ آہن جگر ہین ہم
ڈھونڈھ ہے جو آسمان سیر اثانی نہ ملسکے

نازان ہے تو ہنر پہ ارے خود ہنر ہین ہم
تھامون جو زلزلہ مین زمین کو نہ ہلسکے

دوسری طرف اس عرصہ مین دوشاسن نے راجہ جیدرتھ کو اپنی دو ہزار قندہاری سپاہ سے قید کر لیا۔ راجہ ارجن یہ دیکھکر آگ ہو گیا۔ اور ایسا جان توڑ کر لڑا کہ لاشون سے میدان پاٹ دیے۔ خون بہہ نکلا۔ میدان گرد و غبار سے تیرہ و تار تھا۔ بھیشم پتامہ نے ساتیکی کے رتھہ بان کا سر تیر سے اوڑا دیا۔ گھوڑے رتھہ لیکر بھاگے۔ پانڈوی سپاہ مین

پکڑو تھا مہو کا شور اوٹھا۔ گو شام ہو لی تھی مگر جانبین کے حملے شاید نہ رکتے اگر مقتولون کی لاشین سد راہ نہو جاتین۔ مردہ ہاتہیون سی حملہ آورون کو گذرنا دشوار تہا۔ سپاہ دن بہر کی لگاتار لڑائی سے عاجز آگئی تھی۔ جنگ کا خاتمہ ہوا۔ انکی جانبازی کا اندازہ کرنیکے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ دن چھپنے سے پہلے پہلے پانڈون نے پچیس ہزار کورون کو کاٹ ڈالا۔

تن لوٹتا یہان تو تڑپتا تھا سر ادہر	زخمی پڑا ادہر تھا تو بیجان پسر ادہر
اک بیحواس اس طرف اک بے خبر ادہر	دریا لہو کا بہتا تھا رن مین اودہر اودہر

باب آٹھوان

چھٹا دن

جوانمرد بہیم

ہموار وسیع میدان جنگ مین کھجورون کے لبنے درختون کا بے حقیقت سایہ جو ایک خط مستقیم کی طرح پچھم کی طرف بہت دور تک پہیلتا چلا گیا تھا اور ایک چہارم سے زیادہ کم ہو گیا ہے ہند مین (بقول دانایان فرنگ) زمانۂ جاہلیت کی بہونڈی دہوپ گہڑی کا کام دے رہا تھا۔ اب اندازاً دن کے دس بجے ہونگے۔ ہوا تیز اور کسی قدر گرم چل رہی ہے۔ مطلع صاف ہے۔ کہین کہین چیلین بکثرت منڈلا رہی ہین اور گدہ اپنی لانبی گردنین جھکائے بیٹھی ہین۔ کوئی لاش پڑی ہوگی۔ منحوس کوّے ایک کہنڈر کے شکستہ برج پر اپنی بیرحم چونچون کو آہنی شلاخ سے رگڑ رہے ہین۔ منحوس الّو اونچے سرون مین کچھ الاپ رہا ہے اسی موقع

اورمحل اس وقت خاک نہین سوجھتا۔ اپنی حالت مین مست ہے۔چمگادڑین پیپل کے درخت
مین اولٹی لٹک رہی ہین۔ گیدڑ دھوپ مین کھڑا سوکھی ہڈیان چبارہا ہے۔ ایسے ہولناک
سین پرانسان کی حسن پرست نگاہ بہت کم پڑتی ہے دنیا کی دلبستگیان اسے فرصت
نہین لینے دیتین۔ یہ موقع سنسنان ہے۔ ہان صاحب! تو یہ میدان تھا اور یہ سامان
تھا۔ ہان! ہان!! یہ ہی سامان تھا اور وہ میدان تھا۔ تاہم بدامنی نہ تھی۔ اطمینان ہر دل مین
جاگزین تھا۔ جو تھا۔ اپنے حال مین خوش تھا۔ مگر کوئی کیا کرے دنیا انقلاب پسند ہے۔
کیسی ہی آرام کی زندگی کیون نہ ہو۔ ایک حال مین رہتے رہتے اجیرن ہو ہی جاتی ہے
اگر موت کی امید نہ ہوتی تو اس مین شک نہین ہم جیتے جیتے مر مٹتے یکایک موجودہ حالت
مین تغیر ہوا۔ شکلّی حیوانون کے کانون مین ایک غیر معمولی لگاتار آواز آئی۔ جسے سن کر اڑنیوالے
آسمان کی طرف اوٹھے اور بھاگنے والون نے باون مین پہونچکر دم لیا۔ احمق الّو (بہت ہی
خاصی) اور اندھی چمگادڑین ڈر کے مارے درخت کی ٹھنیون سے چمٹ گئین۔ ناگہانی شور
اور ترقی کر گیا حتیٰ کہ بہت سے سوار دکھائی دینے لگے۔ یہ پانڈون کا فلانیگ کالم تھا جو کوروی
سپاہ کی نقل وحرکت کی خبر اپنے سپہ سالار کو پہونچاتا تھا۔ گرد آوری کے رسالے اپنا منصبی
فرض پورے طور سے ادا کر رہے تھے۔ یہان سے دو کوس پر لشکر پڑا تھا۔ پلٹنین لیس
ہو چکی تھین۔ افسر حکم کے منتظر تھے۔ راجہ یدہشٹر نے ایک جرار پلٹن کی کمان بھیم سین
کے سپرد کی۔ وہ سپاہ لیکر آگے بڑھا۔ راجہ دروپدا اپنے چیدہ سوارون سے دائین ہاتھ اور
نکل سپاہ کی بائین جانب تھا۔ دلاور ارجن پیچھے امداد کے لیے ایک قوی فوج کی

سرپرستی کر رہا تھا۔ کوروی لشکر مین بھی جنگ کی طیاریان دہوم دہام سے جاری تہین چیدہ فوج۔ تجربہ کار عمر رسیدہ افسر۔ نوجوان سپاہی مضبوط گھوڑے۔ لشکری فن جنگ سے آگاہ دلیران مصاف پورے قواعددان۔ جو فوجی امتحان لیکر مقرر کیے گیے تھے جنہین ذاتی لیاقت اور جنگی قابلیت کے مطابق عہدے عطا ہوے تھے۔ رشتہ داری اور خاندانی اعزاز کا لحاظ نہ تھا۔

اشوتھامان گذشتہ بہادریون کے تمغے اپنے سینہ پر لگائے ہوئے۔ ایک صف شکن پلٹن کی باگ حکومت سردار سوشرمان کے ہاتھ مین۔ آرین خون کے لیے یہ ایک جرأت خیز اور شجاعت انگیز منظر تھا۔

آغاز جنگ کے نشان طرفین سے بلند ہوے۔ جنرل بھیم سین سنکھ بجاتا ہوا بڑھا۔ سوارون نے گھوڑون کی باگین اوٹھائین۔ سپاہی چمکتی ہوئی تلوارین لیے فوجی رفتار سے چلے۔ کوروی سپاہ نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ شہسوارون نے کمانین تانین اور پیدل زہر مین بجھے ہوے نیزے سنبھالکر مستعد ہو گیے کہ حریف کے جانبازونکو چھید کر زمین سے اوٹھالین بھیم سین ڈرّاتا ہوا آیا۔ خاراشگاف تلوار سے غنیم کے پرے صاف کرتا چلا۔ ادہر کورون کی سپاہ اپنی جرأت کے جوہر دکہانے لگی۔

پانڈون نے دشمن کے سپاہیون کو نیزے سے چھید کر اونچا اوٹھا لیا۔ بھیم پر بھی صدہا وار ہوے۔ اکثر کو بچایا۔ بہت سے ڈہال پر لیے۔ تاہم دو چار زخم سینہ اور بازو پر ایسے آئے کہ خون بہنے لگا۔ اور کپڑے قرمزی رنگ مین رنگ گیے۔ پر شیر دل زخمی ہوکر

اور بھی خونخوار ہوگیا۔ اسے نہ موت کا ڈر تھا نہ قضا کا خطر۔ دو سرا پر جوش حملہ جو کیا تو مرتا مارتا۔ کٹتا کاٹتا دریودہن تک جا پہونچا۔

بھیم سین (نعرہ مار کر) جس وقت کا مین مدت سے آرزومند تھا وہ آخرش ہاتھ آگیا! کمبخت! ظالم!! تو نے دروپدی کو ذلیل کیا پانڈون پر آفت ڈہائی۔ اب سنبھل۔ تیری زیست کا پیالہ لبریز ہوگیا ہے۔ آج میری خون آشام تلوار تیرا خون بڑے شوق سے پیے گی "

اسے دیکھکر دریودہن سخت حیران۔ دوشاسن سکتہ کے عالم مین۔ بکرن انگشت حیرت بدندان۔

دریودہن "یہان سے وہان تک صدہا فوج۔ ہزارون سپاہی۔ یہ اکیلا جوان۔ بیک بینی و دوگوش۔ نہ یار۔ نہ مددگار۔ اور یہان تک پہونچ گیا۔ حیرت کا مقام ہے! اور کسی نے نہ روکا!! جسم پر دو چار زخم براے نام۔ وہ بھی کاری نہین۔ کیا ہماری سپاہ کے ہتیار کند ہوگیے۔ یا سازش ہوئی۔ آو۔ اسے زندہ گرفتار کرلین "

دلاور بڑے بہادرون نے چارون طرف سے گھیرا۔ اسنے ایک پرزور نعرہ مار کر حملہ جو کیا تو سوار الگ۔ سپاہیون کا پتہ نہین۔ کچھ خاک پر دراز کچھ گھوڑون پر بے سر۔ بھیم کی آزادی پھر بدستور بیداغ۔ سرداران لشکر دوبارہ خود جھپٹے۔ چار نے وار کیا۔ آٹھ نے خون چاٹا۔ اس نے دلدوز خدنگ مارا۔ بھیم نے سپاہیانہ پیچ کھیلا۔ وار خالی گیا۔ پھر کیا تھا۔ سہ

	دست اجل کی شکل ادہر سے بڑھی ادہر		سرداد کل کی تیغ دو سے اوٹھایا سر

مغفر پہ پڑی کاٹ سے بین کیا گذر	گردن مین تیر ہی اور ہوئی سینہ مین غوطہ زن

آ ئی کمر مین تنگ کے نیچے اوتر گئی
گھوڑے کو اور سوار کو چور نگ کر گئی

خود دریودہن نے ایسا کاری زخم کہایا کہ لڑنے کے ناقابل ہوگیا بمشکل لوگون نے سنبھالا۔ مگر یہ عالم تھا کہ

مچھلی کی طرح لوٹتی تھی ہونٹون پر زبان	سر ضعف سے جھکا ہوا زخمون سے خون روان
سینے کے گھاو گہرے تھے ایسے کہ الامان	ہر زخم سے تھی آمد و شد سانس کی عیان

بھیم (گرج کر) بس ایک ہی ہاتھ مین کام تمام!! نامرد ابخنث۔ اسی پر یہ گھمنڈ! بزدل سورج! پلید قالب سے نکل جا"

یہ حال دیکھکر درونا چاریہ ج خود بھیم سین کے مقابل آئے اور لڑائی دست بدست جاری ہوگئی۔ ادہر دہرشٹ دیومن نے جو بحکم راجہ یدہشٹر۔ بہادر بھیم کی تلاش مین پریشان تہا خالی رتھ دیکھکر بشوک (بھیم کا رتھبان) سے پوچھا۔

"ہین! یہ کیا ہے"

بشوک یہان چارون طرف کوروہی کورو دیکھکر دلاور جوش کے نعرے مارنے لگا۔

فرمایا۔ گھوڑے روکیو! یہ سب ہمارے خون کے پیاسے ہین۔ مین پہلے ہی کام تمام نہ کردون"۔ رتھ سے کود کر ایک سوار پر سروہی کا تلا ہوا ہاتھ چھوڑا تو بہنڈارا تک کھل گیا نعش کو نیچے گھسیٹ ایک دم مین خود گھوڑے کی پشت پر تھا۔ اور دیوانہ وار کوروی

لشکر مین گھس گیا"

دھرشٹ دیومن عزیز بھیم اتن تنہا!! کوئی بھی ساتھ نہین!!! میری حمیت کب

گوارا کر سکتی ہے کہ اوسے مرنے دون۔ یہ نہین ہوسکتا"

یہ کہکر خود بھی دشمن کی فوج مین جا گھسا۔ لڑتے ہوئے بھیم کو دیکھا۔ ہر طرف سے وار

ہو رہے تھے اور وہ بھی مخالفین کا خاتمہ کیے جاتا تھا۔ دور ہی سے بآواز بلند پکارا۔

بھیم! شاباش۔ پانڈوی سپاہ تجھپر ناز کر رہی ہے۔ تمام عالم تیری بہادری کا گواہ

ہے۔ مستقل رہیو! وفادار سپاہ جان نثاری کو پہونچ گئی ہے۔

یہ سنتے ہی غنیم کی سپاہ کے پیر اوکھڑ گیے۔ ہر چند درونا چارج نے ہمت دلائی۔

مگر بے فائدہ۔ سپاہی بے سروپا بھاگے۔ کالم نے جو ابھمن کی زیر کمان عین وقت پر

مدد کو پہونچ گیا تھا دشمن کی بہت سی سپاہ کو تہ تیغ کیا۔ ہزارون کام آئے۔ فتح

بھیم سین کے نام لکھی گئی۔

باب نوان

ساتوان دن

جوش مردانگی

ایک چندر بنسی بہادر جسکے زخمون سے خون برابر جاری ہے شمشیر بکف جا رہا ہے زخم

ایسے کاری آئے ہین کہ فوجی وہیز وردی اونکے سیلاب کو روک نہین سکتی جنگی لباس کا

رنگ بدل دینے والے شہابی قطرے لعل بدخشان کی طرح دامن پر لٹک رہے ہین۔

آنکھین غصہ سے سرخ اور منہ تمتمایا ہوا ہے۔ چونکہ حالت غیظ و غضب مین خون کا سیلان اعتدال سے بڑھ جاتا ہے زخمی رگین اوسے منجمد نکر سکین۔ مگر ایک جری سپاہی کے لیے یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔ اوسنے ذرا بھی پرواہ نکی۔ برابر بڑھتا ہی چلا گیا بہت سے ڈیرون سے گذر گیا۔ کئی لین طے کین۔ آخر ایک عالیشان خیمے کے دروازہ پر ٹھٹکا۔ اندر کے سرخ ایک فوری نظر ڈالی۔ اور بلا کسی انتظار کے بے جھجھک بڑھا۔ خوبصورت کرسی پر سامنے ایک پرعب شخص متمکن تھا اسنے تلوار سے فوجی سلام کیا اور مضطرب لہجہ مین اپنی تقریر یون شروع کی۔

"آپنے دیکھا! میرے زخمون سے خون ابھی بند نہین ہوا ہے۔ سخت جنگ! بلا کی جان نثاری!! اور پھر ناکامیابی!!! اسے کیا سمجھون؟ حریف کمبخت کی اس جرأت سے آپکو حیرت بھی نہین ہوتی۔! ہاے! اس قدر نامی بہادر ذرا دیر مین خاک پر سو جائین۔ افسوس! پانڈون کے سپاہی پھر اس طرح ہاتھ صاف کرین! بھیشم جی! بس اور صبر کی تاب مجھ مین نہین ہے۔ اے تلوار! اپنے جوہر دکھا۔ اور راجپوتی خون! جوش مین آجا۔ اب مرنے یا مارنے کے سوا اسے چارہ نہین ہے۔ او تیر! دشمن کے جگر سے گذر۔ اور تیغ براں! لہو کی ندیان بہا دے"!!

بھیشم پتامہ (سنجیدگی سے) راجا دریودھن! ذرا ضبط کیجیے۔ سپہ گری مین اس درجہ حرارت کی ضرورت نہین ہے۔ استقلال سے کام لو۔ پچھلے دنون حریف کو تمنے کیسی بھاری شکست دی تھی۔ کل وہ جیت گیے۔ صاحب! پانڈوی لشکر تجربہ کار افسر اور آزمودہ کار جنرلون سے خالی نہین ہے۔ اون پر فتح پانے کے لیے آج آپ کو زیادہ

سخت جانی سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ یہ زخم! اوہ کچھ نہین۔ نوجوان راجپوت ایسی خراشونکو خاطر مین نہین لایا کرتے۔ پیارے دریودہن مت گھبرا تیری طرفداری مین مجھے جان کی پرواہ نہین ہے۔ دیکھنا! آج میرے جوہری پڑے باز وغنیم کے لشکر مین تھلکہ ڈال دینگے "

دریودہن سر نیاز جھکا کر اپنی فرودگاہ کو پلٹا۔ زخمون پر مرہم رکھا۔ جابجا پٹیان باندہین۔ زیادہ صبر کہان۔ اسنے کچھ دیر دم لیکر سپاہ کی آراستگی کا سنکھ پہونک دیا۔ فوج جلد لیس ہوگئی سوار پرے جمائے چلے۔ کوہ پیکر ہاتھیون کی صفون نے حرکت کی۔ جنگی نشان بلند کیے گیے۔ اور آغاز جنگ کا خونی پھریرا ہوا مین اوڑنے لگا۔ برہنہ تلوارین ہر طرف چمکین سپاہ کی سرخ وردی نے اپنے چمکیلے کارچوبی کام سے میدان نبرد کو جگمگا دیا۔ بھیشم پتامہ نے خود فوج کی قلعبندی کی۔ رتھون کی قطارون سے فصیلین بنائین۔ ہر ہاتھی کے گرد سات رتھ اور ہر رتھ کے ساتھ سات گھوڑے اور ہر گھوڑے کے ہمرکاب دس قادر انداز کماندار اور ہر کماندار کی محافظت پر سات پیادے متعین کیے گیے۔ جنرل بھیشم پتامہ نے ایک پلٹن کی کمان اپنے ذمہ لی۔

جیسے ہی بجنتریون نے آغاز جنگ کا راگ چھیڑا۔ تمام سپاہ غرب کی طرف حرکت کرنے لگی۔ گوبندون نے راجہ یدشٹر کو خبر کی۔ یہ دوراندیش راجا پہلے ہی سے اپنی سپاہ طیار کر چکا تھا۔ حملہ کا حکم دیا۔ راجہ متشی۔ درونا چارج کے مقابل جا پڑا۔ اشنکھنڈی نے اشوتھامان کی خبر لی۔ دہرشٹ دیومن نے دریودہن کو للکارا۔ نکل۔

سہدیو راجہ مدر سے اولجھ گیے۔ بھیم سین نے سایتکی کی گردن ناپی۔ دلاور ارجن اور مہاراجہ کرشن چندر کو غنیم کے بہت سے راجون نے نشانہ بنایا۔

ارجن (کرشن چندر مہاراج سے) کوروی سپاہ کو آپنے دیکھا؟ بھیشم پتامہ اوسکی سرپرستی کررہے ہین۔ یہ سامنے زرہ پوش سوار ہین۔ بزدلون نے زخمی نہونیکا بندوبست کیا ہے

قُبل ازمرگ واویلا"

کیا میرے آہن گداز تیران کا خون نہ پی لین گے؟

(اپنی کمان کی زرہ درست کرتے ہوے) دیکھیئگا یہ تیر اُنکے کلیجون مین پیوست ہو جائینگے۔ اور تیز تلوار ان تارون کو بال کی طرح کاٹ کر پھینک دیگی۔ میرا خون آشام خنجر انکی کاغذ جیسی ڈہالون کو چیر کر دستہ تک جگر مین غرق ہو جائیگا۔ ہان! تو تیر مارون؟ یہ باتین بنانے کا وقت نہین ہے"

اتنا کھکر بہادر ارجن غنیم کی سپاہ پر تیر برسانے لگا۔ تیر بھی کیسے جنکے منہ پر تیز فولادی بھال چڑہی تھین۔ سنسناتے ہوے پاس سے گذر جاتے تھے۔ اکثر جانہار اجسام مین تراز و ہو گیے۔ بعض گوشت چیرتے ہوے نکلے۔ بہت سے سینہ کی ہڈی توڑ کر کمر سے پار نکل گیے درونا چارج یہ حال دیکھکر للکارتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا۔

لڑکے! ادھر آ۔ موت کی طیاری کر۔ اپنے والدین کو نوحہ خوانی کرنے دے!

میری شہر بار تلوار تیرے جسم سے برق صفت گذر کیا چاہتی ہے۔ اور یہ خار اشگاف تیر پہلو توڑ کر نکل جائینگے"

ارجن بے تامّل! میرے دلدوز خدنگ بھی آج تمہارے پاک خون سے سیراب ہو جائینگے۔ اگر ہو سکے وار کیجئے اور خالی دیجئے؟ ورنہ (اپنی تیغ دکھا کر) اسے اب زیادہ انتظار کی تاب نہیں ہے"

اتنا کہکر بلا انتظار مزید بہادر جوان نے تیر سر کیا۔ تجربہ کار جنرل نے کامیابی کے ساتھ نیزہ مارا۔ وار پر وار ہونے لگے۔ گرز و خدنگ نے ستم ڈھایا۔ تیغ و تبر نے آفت بپا کی۔ لڑائی بہت دیر تک ہوا کی۔ ناگہاں ایک کاری تیر جنرل درون کی پشت پر پڑا۔ پلٹ کر دیکھا تو راجہ متنشی کا وار تھا۔ خشم آگین بہادر نے ایک ہی ہاتھ مین راجہ کا جھنڈا بیخ و بن سے اُڑا دیا اور شرربار تیر راجہ شنکھہ کے سینہ مین پیوست ہو گیا۔ ارجن ذرا سنبھلا ہی تھا کہ سوشرمان نظر پڑا۔

ارجن (للکار کر) اوہ! تو ہے سوشرمان۔ میرا پرانا دشمن۔ نامرد قیدی!! پھر یہان آتے تجھے شرم نہ آئی۔ اچھا یہ تیر کھا۔ اور اپنے آبا و اجداد کی برابر سو جا"

ساتھ ہی ایک تیر ارجن کی کمان سے سنسناتا ہوا چھوٹا۔ اور سوشرمان کے کلیجہ کو چھید کر پار نکلگیا۔ بیکس دلاور کو وار کرنے تک کی مہلت نہ دی۔ وہ خاک پر تڑپنے لگا۔

ادھر راجہ یدشٹر بھیشم پتامہ سے جا بھڑا۔ اور خوفناک حملے طرفین سے ہونے لگے۔ راجہ نے داد جوانمردی خوب دی۔ اور ثابت کر دکھایا کہ ابھی زمین جنگجو دلیرون سے خالی نہین ہے مگر کاری زخم کھائے بھیشم پتامہ نے اس کے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا۔ یہ دوسرے رتھہ کی طرف جھپٹا بھیشم تلوار لیے دیوانہ وار صف جنگ مین گھومنے لگا۔ جسکے وارون سے

کٹے سر کھٹا کھٹ زمین پر گر رہے تھے۔ اور خون کی ندیان میدان کارزار مین بہتی تھین۔ مگر دلیر پانڈون نے میدان ہاتھ سے نچھوڑا۔ اپنی جانبازی کے جوہر برابر دکھاتے رہے آخرش سورج کی ترچھی کرنین رواں خون مین اپنا عکس ڈالتی ہوئی چھپین۔ اور طرفین کو مجبوراً پیچھے لوٹنا پڑا۔

باب دس

آٹھوان دن

سخت معرکہ

سورج حسب معمول پھر نکلا۔ اوس کی خوشگوار کرنین اون بہادرون کے چہرے پر پڑنے لگین جو مالک کی وفاداری مین سر دینے پر تلے ہوے تھے۔ اور دھوپ اوس سرزمین پر اچھی طرح پھیل گئی جسپر ابھی سولہ ہی گھنٹے ہوے سخت کشت و خون ہو رہا تھا۔ آرین۔ آہ!۔ پیارے آرین تلوار سونتے کھڑے تھے۔ ہندوستان! ہاے! یہ ہی ہندوستان!!! جسکے موجودہ باشندون کی آنکھین ہتیارون کی صورت سے آشنا نہین ہین۔ اپنی ناچیز خاک سے بنے پتلون پر اوس وقت ناز کر رہا تھا۔ اے قوم!۔ ای بے اثر آرین نیشن Aryan Natian اون دنون تیرے آبا و اجداد کے نعرون سے آریاورت کے پہاڑ گونج رہے تھے۔ اور روئے زمین کا تقریباً کل آباد حصہ پرخطر حملون سے کانپ اوٹھا تھا۔ وسیع میدان سپاہ سے پر۔ تمام ملک ہتیار اوٹھائے ہوے۔ آہ۔ وہ کس بہادری کا وقت تھا۔ ہمارے اقبال کا جھنڈا ہمالیہ

کی چوٹی پر نصب تھا۔ اور روئے زمین کے باشندون کی گردنین ہندی تلوار تلے جھکی ہوئی تھین۔

ہان صاحب! اونھین دنون۔ اوس اقبال مندی کے زمانہ مین کورو اور پانڈون کو باہم لڑتے سات روز ہوچکے تھے۔ یہ آٹھوان دن تھا۔ کیا فوجین اس ویر پا لڑائی سے اوکتا گئین؟ یا انھون نے اپنی ترقی کی رفتار کو کسی قدر سست کردیا! نہین ایسا نہین ہوا۔ طرفین کا جوش آج معمول سے کہین زیادہ بڑہ گیا ہے۔ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہے۔ طبل جنگ بجا۔ سنکھ پہونکے گیے۔ حملے ہوے اور زور شور کے ساتھ بھیم سین نے اپنی جرأت کے معمولی ثبوت دینے شروع کیے۔ اوسکی تلوار کوروی سپاہیون کی گردن اس سرعت سے اوڑانے لگی کہ حریف کو وار کرنے کی مہلت نہ ملی۔ ذرا دیر بعد بدنصیب دشمن اپنی حفاظت بھی نکرسکے۔ اور متواتر وارون سے زخمی ہوکر خاک پر گرنے لگے۔ بھیشم پتامہ نے یہ دیکھکر اپنی سپاہ کو للکارا۔

بزدل جوانون! تمہین غیرت نہین آتی!! بہادر کی موت مرو۔ تیر مارو! یہ (بھیم سین کی طرف اشارہ کرکے) ناچیز جوان تمہارے قدمون مین مردہ پڑا ہوگا۔ افسوس! پھر دیکھو!! وہی سکوت!!! ارے! تلوارین سونتو اور دشمن پر جا پڑو! میرے بازو تمہین مدد دینگے۔ لو! (اپنی کمان کھینچکر) یہ تیر تمہاری رہنمائی کرتا ہے"

ادہر تیر کمان سے چھوٹا۔ اودہر سوارون کی باگین بھیم سین کی اوٹھہ گئین۔ پیدلون نے بھی انکی پیروی کی۔ لڑائی زور شور سے ہونے لگی۔ موت کا بازار گرم ہوگیا۔ ۵

رن تیغ سے اور چرخ گریزان ہوا رن سے	قبرین ہوئین مردون سے جدا مُردے کفن سے
ہر خود گرا فرق سے اور نسر ق بدن سے	دل سینہ سے نور آنکھ سے دندان دہن سے

ظلمت سے زمین رن کی سیہ پوش ہوئی تھی
پاؤن کو رہ گو رفراموش ہوئی تھی

یہ دیکھکر کہ پانڈوی فوج کے زخمی سپاہی میدان مین بکثرت تڑپ رہے ہین۔ اور مجروح گھوڑے خاک پر زبان نکالے پڑے ہین۔ راجہ یدشٹر نے اپنی سپاہ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

دلاور راجپوتو! دشمن پر ٹوٹ پڑو!! سستی نکرو یہ سرفروشی کا وقت ہے! ہان وفادار سپاہ!! تلوار ایسی چلے کہ خون کی ندیان بہہ جائین۔ اور لاشین شمار مین نہ آسکین پیارے سوارو! لوہے کا مینہہ برسا دو"

راجا کا اتنا کہنا تہا کہ گھوڑون کی ٹاپون سے میدان گونج اوٹھا اور ننگی تلوارین بہت عجلت سے حرکت کرنے لگین!! دلاور اراوان نے اپنی جوانمردی کے جوہر خوب دکھائے کوروی سپاہ سے بہت دیر لڑا کیا۔ آخر آرشی شنرنگ نے اوس کا خاتمہ کر ڈالا۔

اوسے مردہ پاکر گھٹوت کچھ اس زور سے گرجا کہ سپاہیون کے کلیجے ہل گیے۔ ادھر سے دریودہن مقابلہ کو بڑہا۔ گھٹوت کچھ نے اپنا جانستان نیزہ تانا اور قریب تھا کہ دریودہن کے بھونک کر اسے پشت زین سے اوٹھالے۔ ایک کوروی جان نثار نے یہ دیکھکر اپنا ہاتھی ریلا۔ اور سد سکندری کی طرح بیچ مین حایل ہوگیا۔ برچھا بجائے راجہ کے

ہاتھی کی پیشانی مین ڈوب گیا۔ اس عرصہ مین راجہ دریودھن کے اور طرفدار بھی پہونچگئے
تیر ہر طرف سے سنسنا نے لگے۔ اور تلوارین صدہا کلیجون سے گذرگئین۔ سچ تو یہ ہے بیچارے
دریودھن نے خوب داد شجاعت دی۔ مگر بے سود۔ تقدیر مین آج شکست لکھی تھی
گھٹوت کچھہ کے حملے اپنا اثر کر گیے۔

دوسری جانب بھیم سین اور درونا چارج کا مقابلہ بڑی سرگرمی سے جاری تھا۔
جانبین کے وار سختی سے ہو رہے تھے۔ آخر بھیم سین غالب آیا۔ درونا چارج
زخمی ہوے۔ یہ دیکھتے ہی پانڈوی جنرل نے فتح کا نشان کھول دیا۔

باب گیارہ

افسوس کی رات

رات ڈراونی اور اندھیری تھی۔ ہر طرف موت کی سی خاموشی۔ چہار سمت سنسنان جنگل
تمام لق ودق میدان لاشون سے پُر۔ ایک ہو کا عالم۔ ابر مین ٹمٹماتے تارے کی ایک
مانند شعاع افتادگان خاک کے چھپرے پر پڑ رہی تھی۔ تہ زمین آرام کرنے والے شب تار
کے مہمان تھے۔ کھجور کے چوڑے پتے شفیق مان کی طرح خفتگان عدم کو پنکھا جھل رہے
تھے منظر دلگیر تہا۔ زخمی سپاہیون کی دلدوز آہ اکثر ہوا مین گونج جاتی تھی۔ مجروح بیچینی سے
کروٹین بدل رہے تھے۔ حالت نزع مین مقتولون کی تڑپ ابھی جاری تہی۔ تاریکی
یہ ! اور رحمدل شبنم کے سوا سے مردون کے سرہانے کوئی آنسو بہانے والا نہ تہا۔ اکیلی
شب دیجور اپنے معمولی لہجہ سے نوحہ خوانی کر رہی تھی۔ زمین نے اپنا دامن بچھا دیا کہ مسافران

عدم چین سے سو جائیں۔ خار سنہ کھوے نو واردون کا خیر مقدم کرتے تھے۔ ناظرین! اندھیری رات تھی اور یہ سمان تھا۔ !!

صاحب! ایسے منظر کے لفظون مین تصویر کھینچنا آسان نہین ہے۔ اور وہ بھی اندھیری رات مین جب خاک نہین سوجھتا۔ خیر جیسے بنا میری قلم نے بُری بھلی کھینچ لی۔ اب کہیے کون؟ یہان چراغون سے جو عوام کی پیشانی کے نیچے دو طاقون مین روشن ہین نظر آنے سے رہی نہ یہان کے روسین اویل (مٹی کا تیل) اور برقی طاقت کے لیمپ کام دینگے۔ ذرا میری خاطر سے آپ دل کا کنول جلائیے اور ہان ناظرین! خیال کی موم بتی روشن ہو جائے پھر لطف دیکھیئے کورو چھیتر کی لڑائی کا سارا نقشہ آپکی آنکھون سامنے ہو گا۔

خیر یہ تو آپنے دیکھا! اچھا ایک نظر ادھر بھی۔ دیکھیے وہ سامنے مجلس شوریٰ منعقد ہے۔ پچھلے منظر کی طرح یہان سکوت نہین ہے نہ سارے مین تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ لوگ جمع ہین خیمہ کی آرایش بھی بُری نہین — ایام جنگ مین سپاہیانہ زندگی کے لیے جس قدر سامان کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب ہے۔ ذرا انکی باتین بھی سنیئے۔

ایک بس تباہی! اور کچھ نہین!! ہائے! بے شمار فوج قتل۔ ہزارہا آدمی تہ خاک! اور پھر ناکامیابی! میری قسمت کی خوبی! نصیب مین شکست کھانا لکھا ہے میرے سپاہی جان نثار نکلے۔ تمام لشکر سر بکف ہے۔ مگر افسوس! جنرل کی تلوار اپنے جوہر نہین دکھا سکی!!

دوسرا۔ دریودھن! خفا نہ ہو نا بھیشم تمہین عین وقت پر دغا دیگا۔ اسکی سازش

خطرناک ہے ۔ مجھے ڈر ہے ۔ ایسا نہو سلطنت پلٹا کہا جاے ۔ اوسکی بدولت راجہ
دھرتراشٹ کے بیٹے راج کورو بیٹھین گے ۔ سنا ! جا کر صاف کہدو کہ یا تو داد شجاعت
دیجئے ۔ جان توڑ کر لڑیے ۔ اور اگر یہ نہین ہوسکتا تو لطایف الحیل کا یہ وقت نہین ہے
زرہ بکتر آپکے جسم پر بھلا معلوم نہین ہوتا ۔ اور تلوار بزدل پنجہ سے جدا ہونا چاہتی ہے
غنیم سے سازش کرنیوالیکا سر جس قدر جلد اوڑا دیا جاے اچھا ہے ۔

دریودھن ۔ بھائی کرن ! تمہارے خون نے آخر جوش مارا جان نثاری ہر لفظ سے
ٹپکنے لگی ۔ تیرے بازو مجھے ضرور فتحیاب کرائینگے ۔ مین طیار ہون بھیشم پتامہ سے
اسیدم فیصلہ ہوگا ۔ یا تو کل انکی تلوار پانڈون کے کلیجے پر بیرحمی سے چلیگی ۔ یا میرا خنجر
ان کا کام تمام کردیگا ۔"

دریودھن یہ کہتا ہوا اوٹھا ۔ اور تیر کی طرح بھیشم پتامہ کے دیرے پر پھونچا ۔ فراشی
سلام کیا ۔ اور با چشم نم بولا ۔

بھیشم پتامہ ! آپکے جھنڈے تلے ہمنے پانڈون کے فتح کرنے کی قسم کھائی
تھی ۔ وہ پوری ہو چکی ! ۔ ہمنے پے درپے شکستین کھائین ۔ دشمن غالب آگیا میری
سپاہ کے جی چھوٹ گیے ۔ ہم پر اب رحم کیجئے ! پانڈون کو اپنے تیرون سے خاک پر
سلادو ۔ انکی تباہی پر میری فتح کا انحصار ہے ۔ حریف کی بربادی مجھے اقبالمند بنادیگی ۔
اور اگر آپ یہ نہین چاہتے ۔ اور کونتی کے بیٹے رحم کے مستحق ہین ۔ تمھاری تلوار پانڈون
کی گردن پر چل نہین سکتی تو مجھے معاف کیجئیے مین اپنی تباہی زیادہ نہین دیکھ سکتا ۔ آپ

میدان سے ہٹ جائین۔ اور یہ زرہ بکتر معہ اسلحہ مجھے عطا ہو۔ راجپوت کا بیٹا اپنے بازون پر بھی کسی قدر بھروسہ کرسکتا ہے۔ میری تلوار بالکل بے دم نہین ہے۔ بھائی کل ان کے حملے پانڈون کا نام دنیا سے مٹا دینگے"

یہ سنکر بھیشم پتامہ نے متواتر سرد آہین کھینچین۔ بہت دیر سکوت مین رہے آخر متانت سے یون فرمایا۔

بھیشم۔ دریودھن! مین اپنی بساط بموجب بہت لڑا۔ اپنی جان پر کھیل گیا۔ تیری دلی آرزو پوری کرنیکی بہت کوشش کی۔ مگر ایشر پانڈون کا طرفدار ہے۔ تجھے فتحیاب کرانا اوسے منظور نہین ہے۔ کوروی قسمت مین شکست لکھی ہے۔ بس مجھے اپنی تیغ زبان سے زیادہ زخمی نکر! خود مرد بن! اور داد شجاعت دے! میرا عہد ٹوٹ نہین سکتا جب تک مجھہ مین سکت ہے۔ تیرے دشمن پر وار کرونگا۔ پر شکست و فتح اختیاری نہین ہے یہ جسم لڑائی مین کام آئیگا اگر مین فتحیاب ہوا تو تو خوش ہونا ورنہ کسی پانڈوی بہادر کے تیر مجھے بہشت مین پہونچا دینگے۔ جا! کچھہ دیر آرام کر!! اور پھر دم اپنی تلوار کے جوہر دکھا"

دریودھن یہ سنکر چلا گیا۔ اور سب نے باقی رات بستر پر کاٹی۔

باب بارہ

نوان دن

دلدوز حملے

افوہ! سبھ ہو گیا!! سورج تین چوتھائی مسافت طے کرچکا! مگر جنگجو بازو شست نہین

پڑتے۔ لڑائی بدستور زور شور سے جاری ہے۔ پانڈو ثابت قدمی سے داد شجاعت دے رہے ہین۔ کوروی خون اس لیے دریا کی طرح بہہ رہا ہے کہ آج سرخرو ہون۔ گذشتہ شکست کے کلونس کا ٹیکا پیشانی سے مٹ جاے۔ سوارون نے جان سے رہے سہے ہاتھ دہو لیے۔ پیادے خونخوار ہین۔ انہین نہین معلوم کہ لڑتے لڑتے نو گھنٹے ہو چکے پورے تین پہر جانبازی کرتے گذرے۔ ان کا خون جوش مین تھا اور دماغ کی حرارت اعتدال سے بڑہی ہوئی۔ کسی کو جنگی خدمات سے امتیاز وقت کی فرصت نہ تھی۔ باجون سے بہادران سلف کی جانبازی کے راگ نکل رہے تھے۔ اور رجزیہ کے اشعار کوروی افسرون کی زبان پر تھے۔ رانی کونتی کے سپوت بیٹون نے بھی رن مین تھلکہ ڈال رکھا تھا۔ ایک ایک حملے مین پرے صاف۔ صفین خالی مگر آرشی شہر نگ کے دھاوے بلا کے تھے۔ غضب کے وار! پانڈوی بہادرون کے منہ پھیر دیے۔ دشمن کا دم ناک مین تھا۔
ایک طرف ارجن۔ درونا چارج کا ہم نبرد۔ راجپوت اپنی جس جرأت پر ناز کیا کرتے ہین۔ ہر تیر سے نیاز خم لگا کر بہادر ارجن اسکی بدیہی ثبوت دے رہا تھا۔ اور تلوار کا ہر وار جسم کے کسی نہ کسی جزو کو بیکار کر دیتا ہے۔ مگر واہ رے بوڑھے بھیشم پتامہ جبتک آریاورت کی سرزمین علم تاریخ سے روشن ہے تیرا نام شہرت کے آسمان پر سورج بنکر چمکا کریگا۔ حق تو یہ ہے اس کے تیرون نے ارجن سے بہادر کو گھبرا دیا۔ اسکا تمام جسم زخمون سے چور اور بدن سے خون جاری تھا۔ پانڈون نے ہرچند چاہا غالب آئین۔ فتح کے لیے جان لڑا دی۔ مگر کوروی سپاہ اب وہ نہین رہی تھی جس سے پہلے روز سابقہ پڑا تھا۔

اب ہر پیادہ پانڈوی خون کا پیاسا تھا۔ اور سوار سربکف حملے کر رہے تہے۔ راجہ دریودہن کے غیرت دلانے والے جملے ہر جوان کے دل پر کندہ تھے اور قومی جوش تمام خون مین سرایت کر گیا تھا درونا چارج کی تیغ برّان نے لشکر مین زلزلہ ڈال دیا۔ اسکی تلوار خون کا سمندر اور سرون کا پہاڑ بنانے کی قسم کہا چکی تھی۔ پانڈون کے ہزار ہا سپاہی تہ تیغ ہوئے۔ جان نثار افسر لڑتے لڑتے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ع

طبل و دہل و بوق کو سکتا ہوا ڈر سے
اور تاج اوڑے شل ہما شاہون کے سر سے
خنجر گرے کھل کھل کے شجاعون کی کمر سے
ساکت ہوئے مریخ و زحل فتنہ و شر سے

خورشید و مہ نو نے کہا چرخ برین پر
اب کھول کے رکھدو سپر و تیغ زمین پر

خود رفتہ ہوئے بھاگ گئے رن سے وہ بے پیر
ترکش مین بھرین تیغین سیا نو نمین بھرے تیر
جی کر کے جو ٹھہرے تھے وہ دم دار و دم گیر
قبضہ کے بدل ہاتھ مین پکڑا سر شمشیر

نیزون کے عوض ہاتھ فقط جوڑ رہے تھے
ہاتھون سے کماندار کمان چھوڑ رہے تھے

غرض غنیم نے شکست فاش کہائی اور کوروی جھنڈا اپنا فتح کا پھریرا شام کی سرد ہوا مین اوڑانے لگا۔

باب تیرہ

دسوان دن

بھیشم پتامہ زخمی اور تیرون کا پلنگ

پانڈون نے شکست کی رات آنکھون مین کاٹی۔ تمام شب ہتیار بناتے گذری سب جیتنے

سے بیزار۔ افسر بے صبری سے صبح کا انتظار کھینچنے لگے۔ حتی کہ وفادار ستارون کی آنکھون مین آنسو ٹوپڑیا آئے۔ سب کو حسرت کی نگاہ سے دیکھا اورالوداع کہتے رخصت ہوے۔

رات زبان حال سے بولی۔ پیارے بچو! الورخصت!"

ادہر نسیم سحری موت کا پیام لائی۔ افق مشرق نے آغاز جنگ کا خونی پہریرا ہوا مین کھولا۔ پانڈوی لشکر میدان جنگ مین معمول سے پہلے پہونچ گیا تھا صف بندی بہی ہولی۔ ہارے ہوے جنرل (ارجن) نے اپنی سپاہ کو یون توجہ دلائی۔

کیون! کچھ غیرت ہے! یا خودکشی کرلون۔ ہاے! تمام جنگی عزتین کل خاک مین ملا دین۔ افسوس! عورتون کی طرح بہاگے!!۔ دیکھو آج نیزے جانستان ثابت ہون! اور تیر خاراشگاف نکلین! میری سپاہ اور بھیشم حقارت کی نظر سے دیکھے! شرم کی جا ہے!! نوجوانون! کوروی خون سے میدان رنگ جاے اور انکا مشہور جنرل (بھیشم پتامہ) ایک عورت کے ہاتھ سے قتل ہو! شکھنڈی اپنے نازک ہاتھون سے اسے خاک پر سلادے"!

یہ سنتے ہی ایک حسین جوان صف سے بڑہا اور سر نیاز جھکا کر بولا۔

"جنگی پیشوا! بھیشم کا خون خاک پر مین بہادونگا"

یہ سنکر جنرل نے خوشی کا نعرہ مارا اور نوجوان نیزہ تانے فوج کے آگے تھا۔

عالم حیران ہے! سلطان فلک ہند کی جرأت خیز زمین کو تعجب کی نظر سے دیکھنے لگا۔ زمانہ حال کی سربرآوردہ قومون! تمھاری تواریخ مین ایسی کوئی مثال ہے؟

یورپ کی لائبریریان (کتب خانون)! تم پتا بتا سکتی ہو؟
مصر کے اوراق پریشان خاموش کیون ہو؟

توہان صاحب! روز لڑائی تھی۔ آج حشر ہے۔ میدان مین قیامت بپا ہو گی۔ باجے بجے سنکھون نے آغاز جنگ کی صدا دی۔ سوار پرے جمائے چلے۔ فوجین مقتل مین پہونچ گئین عقیل جنرل خوب چال کھیلا! اوس نے شکھنڈی کو پیشوا کیا۔ خود اور بھیم سین پیچھے تیر برساتے چلے اور باقی دلیر کوروی سپاہ کو خاک پر سلانے لگے۔

بھیشم پتامہ استقلال کے ساتھ یہ تمام چالاکی دیکھا کیا۔ جب پانڈون کے حملے اور بھی زور پکڑ گیے۔ تو اپنے دستہ سے یون خطاب کیا۔

یہ چال دیکھی!! جب خود نہ بڑھ سکے تو ایک عورت کو آگے کیا۔ بس یہ مطلب کہ دلاور بھیشم تو عورت ذات پر ہاتھ اوٹھائیگا نہین اور ہم اوسکی آڑ سے کام تمام کر دینگے۔

این! سارے راجپوتی عہد و پیمان توڑ ڈالے۔ مگر کچھ پرواہ نہین۔ اگر وہ ایسا کرین کرنے دو۔ دہوکا دین۔ دیے جائین۔ جان جائے۔ بلا سے۔ بھیشم کی حمیت کا یہ تقاضا نہین ہے کہ عورت کے مقابلہ ہتیار اوٹھائے۔ پہلے ہی ایک دن یہ ہی تھی۔ مین تاڑ گیا۔ تجربہ کار نگاہ ایسی فاش غلطی بھلا کب کہا سکتی ہے۔ کہ عورت مرد مین امتیاز نہ کر سکے۔

(حیرت کی نگاہ سے دشمن کی سپاہ کو دیکھکر) اوہ! یہ تو کلہ پر آپہونچی۔ جان نثارو! آؤ! جوانمردو! بڑہو! شیر پر لنفس پانڈون کو اونکی چالاکیون کا مزہ چکھا دون (تیر کمان ہاتھ مین لیکر) ولدوز تیر! چل! دہوکے بازون کا جگر چھید! ردبا صفت سینون سے گذر جا۔

فولادی گرز! بار دوش نہو عجلت سے اوٹھ! اور مغرور سر توڑ دے! تلوار بزدل چورنگ کر ڈال۔

یہ الفاظ ختم ہونے بھی نہ پائے تھے کہ بھیشم پتامہ کی کمان سے پانڈوی لشکر پر تیرون کا مینہہ برسنے لگا۔ اپنے زور بازو سے سپاہ مین ہل چل ڈال دی۔

اے اہل یورپ! مغربی جوانمردو! مہذب انگلینڈ یہ اوس وقت کی روایت ہے جسے آپنے ہند کا زمانہ جاہلیت قرار دیا ہے۔ اب تو آپکی ترقی کا وقت ہے۔ ذرا چراغ لیکر نئی روشنی مین ڈھونڈیئے ایسی ایک مثال بھی تمام بر اعظم مین نہین ہے۔

اس عرصہ مین شکھنڈی نے اپنی کمان سے زیادہ عجلت کے ساتھہ کام لینا شروع کیا۔ ارجن کے تیر بہادر بھیشم کے سینہ پر جلد جلد زخم لگانے لگے۔

بھیشم۔ "شکھنڈی! اچھا ہے جسم کی دھجیان اوڑا دے! میرے خار اشگاف تیر عورت کے جسم پر زخم لگانے کی ذلت نہین اوٹھا سکتے۔ جان جائے یار ہے! بہادر بھیشم کی تلوار نازک سینہ زخمی نہین کر سکتی!

شکھنڈی۔ بھیشم! اسے تم اپنی بہادری سمجھو یا کچھہ اور۔ میری تلوار تم پر وار کرنے سے باز نہ رہیگی قسم ٹوٹ نہین سکتی! تمہین میرے ہاتھون مرنا ہوگا!"

وار جانبین سے برابر ہو رہے تھے۔ پانڈوی جانہار کوشان تھے کہ سب کے سب ایکدم ٹوٹ پڑین جس طرح بنے بھیشم کا خاتمہ کر دین۔ دور اندیش کورو اور آزمودہ جرنیلون کو ہر دفعہ سامنے لے آتے تھے کہ کسی طرح شکھنڈی کسی بہادر کے ہاتھہ سے مارا جائے۔ اور بھیشم کی جان

بچ جائے۔ عجب جرأت خیز وقت تھا۔ سپاہی اپنی عزیز جانین سپہ سالار کی نذر کر رہے تھے۔ اور سوار سر نثار کیے دیتے تھے۔ ایک جری رسالہ نے چاہا کہ کوروی سپاہ کو روندتا ہوا بھیشم تک پہونچکر تلوار سے سر اوتار لے۔ مگر بہادر درونا چارج کے دستہ نے اسپر تیر برسائے کہ اسکی ہمت کی کمر ٹوٹ گئی۔ موت کا بازار ہر طرف گرم تھا۔ درونا چارج نے آنسو بہا کر کہا کہ

آج ارجن چاہتا ہے کہ شکھنڈی کی آڑ مین بھیشم کا خاتمہ کر دے! اس کے تیر اپنا کام کر رہے ہین۔ میدان کارزار خون سے سرخ ہوگیا ہے۔ تباہی کے آثار ہر سمت نمودار ہین کوروی سپاہ کیسی ہی سد راہ کیون نہ ہو۔ ارجن بھیشم پتامہ تک ضرور پہونچیگا۔ بوڑھا جرنل تو قسم کھا ہی چکا ہے کہ شکھنڈی پر ہتیار نہ کریگا اور ارجن کی تلوار اپنا کام کر جائیگی ہماری فوج اس طرح کٹے! افسوس! کوروی لشکریون تہ تیغ ہو جانا ہو جاؤ! اور ارجن کو آگے نہ بڑھنے دو۔ یہ جی چرانے کا وقت نہین ہے! بس! دو ہاتھ مین افتاح کہلاؤ! یا رن کی زمین پر مرکر بہشت مین آرام کرو!"

کوروی سپاہ نے جان لڑادی۔ رسالون نے دل کھولکر حملے کیے مگر اور ارجن اور شکھنڈی بڑھتے ہی چلے گیے۔ دہرشٹ دیومن خوشی کا نعرہ مار کر بولا۔

جوانون شاباش! دشمن کی بے شمار سپاہ کا خاتمہ کر آئے! یہ سامنے بھیشم ہے! جس کے قتل کی تمھارے سپہ سالار (ارجن) نے قسم کھائی ہے۔ حملہ کرو! اور سر کاٹ لو!"

سوار باگین اوٹھا کر حریف پر جا پڑے۔ پیدلون نے کمانین توڑ کر تلوارین سونت لین اور لڑائی

دست بدست ہونے لگی۔ وبیہر

جلاد فلک بہاگ گیا چرخ کہن سے	سورج نے غلامی پہ کمر باندہی کرن سے
بستی کو جو اون تیغون کا سایہ گیا رن سے	فوارہ چھٹا خون کا رستم کے کفن سے

زندون کا نہ مجموعہ فقط زیر و زبر تھا
مردون کے بدن پر بہی تہ خاک نہ سر تھا

بھیشم پتامہ نے انہین دیکھکر اس زور سے نعرہ مارا کہ میدان گونج اوٹھا۔ اور پھر تیر و کمان لیکر چھپایا۔ رتھون مین رتھی نہ تھے اور گھوڑے بے سوار ہوگیے۔ ارجن کے تیر بھیشم پتامہ کے جسم سے نکل کر زمین مین سما گیے۔

بھیشم۔ دوشاسن! یہ بان (تیر) جو میرے کلیجے مین متواتر پیوست ہوے جاتے ہین شکھنڈی کے نہین ہین ارجن کا زور بازو اپنے جوہر دکھا رہا ہے۔

دوپہر ڈہل چکی ہے۔ اب چار بجے کا عمل تھا۔ بھیشم پتامہ کا جسم زخمون سے چھلنی ہوگیا ارجن کا ایک اور تیر اس زور سے آکر لگا کہ بھیشم پتامہ اپنے رتھ سے سر کے بہل زمین پر گر پڑے۔ یہ دیکھکر کوروی سپاہ ہاے! ہاے!! کرا دٹھی دریودہن پر کوہ الم ٹوٹا!!! بھیشم پتامہ کے جسم کو بہادرون کے جانستان خدنگ زمین سے اونچا اوٹھائے رہے۔ نامور سپہ سالار تیرون کے پلنگ پر آرام کر رہا تھا۔ کرپا چارج اور دریودہن سرہانے کھڑے زار زار روتے تھے۔

فتحیاب فریق کا باقی دن خوشی کے شادیانے بجاتے گذرا۔ رات ہوگئی۔ تمام میدان میں اندھیرا چھا گیا

پانڈوی سرداز تاسف کنان بھیشم پتامہ کے پاس گیے سب نے دشمنی اور مخالفت کو بالای طاق رکھہ دیا۔ اول مجروح سپہ سالار کو سلامی دی۔ اور بسود ب آگے بڑھے۔ دلاور جنرل کا زخمی سر نیچے لٹک رہا تھا۔ وفادار کورو نرم تکیہ لیکر دوڑے بھیشم پتامہ امسکرا کر صاحب! سپاہی کے پلنگ پر یہ تکیہ بھلا معلوم نہین ہوتا!

یہ کہکر ارجن کی طرف دیکھا کہ لٹکتے ہوے سر تلے تکیہ لگائے ارجن نے رومال سے آنسو پوچھتے ہوے کمان سنبھالی۔ اور تین تیر دلاور کے سر مین ایسے مارے کہ دھڑ کی طرح سر بھی زمین سے اونچا ہو گیا۔

بھیشم پتامہ چند ربنسیون کا تکیہ آپنے دیکھا! راجپوت سپاہی کی مسہری (اپنی کمر تلے کے تیر دکھا کر) یہ ہے! مین کچھہ دنون اس پر آرام کرونگا اور سورج اترائن[۱] ہوتے ہی میری روح یہ خاکی قالب چھوڑ دیگی۔

تلوار کی موت اہل شجاعت کا ہے جوہر	مرتے ہوے پی لیتے ہین آب دم خنجر
رن مردون کی جاگیر ہے اور خانۂ زین گھر	تیغون کی چمک چھاؤن ہے اور دہوپ ہے بستر

دل اپنا کفن اور جنازے سے غنی ہے
تابوت رواں گھوڑے ہین جوشن کفنی ہے

اتنے مین شاہی طبیب حاضر ہوے کہ معالجہ کرین اور اپنی دواؤن کی طاقتین دکھائین۔ بھیشم پتامہ انہین دیکھکر بولے۔

[۱] ہنود کا عقیدہ ہے کہ دکشنائن (آفتاب خط استوا سے جانب جنوب) موت مین مرنیوالیکو بہشت نصیب نہین ہوتا

راجا۔ دریودھن! ان طبیبون کو خلعت فاخرہ دیکر رخصت کیجئے۔ جان نثار زخمی کو انکی امداد کی ضرورت نہین ہے۔ زہریلے تیرون کی نوکین بستر آرام بچھونا ہے اور بعد چند یہ تیرون کی چھڑین اس خاکی جسم کے جلانے مین لکڑی کا کام دینگی! جاو لیٹو۔ رن کے لڑنے والون کو اب آرام کی ضرورت ہے۔!!

فرمان بردار افسر سرد آہین بھرتے اوٹھے۔ اور آنسو بہاتے اپنے بسترون پر جا پڑے۔ دلاور بھیشم اوسی حال مین اپنی دلیری کے نمونے رات کے جاگنے والے ستارون کو دکھاتا رہا۔

دن نکلا! نیلگون فلک ماتمی لباس پہنے ہوے۔ آفتاب کی آنکھون سے شعاعی آنسوؤن کا تار بندھا تھا۔ کورو اور پانڈون کے جلیل القدر فوجی افسر بھیشم پتامہ کی مزاج پرسی کو پھر آئے دیکھا! مجروح سپہ سالار سرد آہین کھینچ رہا تھا۔ زخمون سے خون جاری۔ درد کی انتہا نہ تھی۔

بھیشم پتامہ (بیچینی کے ساتھ) کیا ان جوانون مین کوئی اتنا بھی نہین کہ میرے سوکھے حلق مین دو قطرے ٹھنڈے پانی کے ٹپکا دے؟"

یہ سنتے ہی صدہا آدمی چاندی سونے کے گلاس اور آب سرد کی صراحیان لیکر دوڑ پڑے بھیشم نے سب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا!

بھیشم۔ ارجن! تیرے آتش فشان تیرون سے جسم پھنکا جاتا ہے اور میری زبان پر پیاس کے مارے کانٹے پڑے ہین! رن کے پیاسے کو پانی پلانا بھی تیرا ہی کام ہے!

یہ سنتے ہی ارجن اوٹھا۔ اور کمان لیکر پورے زور سے بھیشم پتامہ کے دائین ہاتھ

سر کے قریب زمین پر تیر مارا۔ تیر زور سے زمین میں سما گیا۔ اور زمانہ حال کے نوجوانوں کو حیرت میں ڈال دینے والا پانی کا چشمہ وہاں سے جاری ہوگیا۔ بھیشم پتامہ نے پانی پیا۔

بھیشم پتامہ (خوش ہوکر) ارجن! بہادر ارجن!! جب تک راجپوت کے خون کا قطرہ آریا ورت کی سرزمین پر باقی رہیگا۔ دلاور تیرے نام کو ادب سے لینگے بدنصیب دریودھن نے کسی کا کہا نہ مانا! وہ کورو چھتری کی خاک پر ہمیشہ کو سوئیگا۔ (دریودھن سے مخاطب ہوکر) اے بدنصیب! اب بھی ہوش میں آ! غرور جانے دے! اقادر انداز ارجن کا مقابلہ تو نہیں کرسکتا! صلح کرلے! اپنے بھائیوں کے سر کٹانے سے پہلے دوست بن جا! تیری بہبودی اسی میں ہے۔ اپنے مرنے سے قبل دل سے کینہ نکال ڈال۔ چھتریوں کا نشان دنیا کے پردے سے مٹانے نہ دے! چندربنسی خاندان کو خاک میں نہ ملا۔ بچے کھچے راجوں کی جان بخشی کر۔ پانڈوں کو آدھا راج دیدے۔ یدشٹر! اندرپرست (دہلی) کو چلا جا! اے ایشر! کہیں میری موت سے باقیوں کو جینا نصیب ہو!!

کرن شفیق اُستاد! چاہے عالم تباہ ہوجائے! اور روئے زمین کے باشندے خاک میں ملجائیں۔ کوروں کے سر دشمن کے روبرو جھک نہیں سکتے! قسمت کا لکھا کہیں مٹا ہے! مرنے سے ڈر کر غنیم کے قدموں پر گر پڑیں! راجپوتی حمیت کا یہ مقتضی نہیں ہے!! چندربنسی تلوار کو طوق غلامی بننے کے بجائے ساری مخلوق کا خون بہانا منظور ہے!!

بھیشم (آہ سرد بھر کر) اچھا! ایشر کی مرضی!! اوس کا منشا یہی ہے!!!

اتنا کہکر بھیشم پتامہ نے پرانایام (حبس دم) کھینچا اور خاموش ہوگئے!!

ـــــ ٥ ـــــ

شادی ہو کہ اندوہ ہو آرام ہو یا جور
ماتم کی کبھی فصل ہے عشرت کا کبھی دور

دنیا مین گذر جاتی ہے انسان کی ہر طور
ہے شادی و ماتم کا مرقع جو کرو غور

اک طور پہ دیکھا نہ جوان کو نہ مسن کو
شب کو تو چھپر کھٹ مین ہین تابوت مین دن کو

باب چودہ

گیارھوان دن

سپہ سالار درونا چارج

آہ! دنیا عبرت کی جگہہ ہے!! کل ڈاڑہین مار مار کر روتے ہون اور آج پہولے جامہ مین نہ سمائین! یتیم لڑکا باپ کے جنازے پر نیم بسمل کی طرح تڑپتا ملے اور دو دن پیچھے پتان طناز کا شیدا ہو! ہاے! خاوند کی خاک مرگھٹ سے اوٹھی نہین اور نوجوان بیوی کو مہندی رچانیکی پڑجاے! ارے غضب! بے وفا شوہر عورت کے جیتے جی اور شادی کر لے! باپ بیٹے کو مٹی دیکر جلسہ کا شریک ہو! زخمی سپہ سالار کا غم فوج کے دل سے دو گھڑی مین جاتا رہے!! ہاے! زمانہ مطلبی ہے! راج کے لالچ سے رعایا کا خون بہانا شاہون کو پسند ہو! ظالم انسان اپنی خاطر حیوانون کو ہلاک کر ڈالین! اُف رے بیرحمی! ہاے! لڑائی مین اور کیا تھا - یہ ہی تھا - اسقدر جاندارون کا خون بہہ چکا! اور کورو چھیتر کی خاک ابھی پیاسی ہے - !

فوجی افسر بھیشم پتامہ کے پاس سے اوٹھے. معاملات جنگ کی طرف توجہ کی پر سپہ سالار

بغیر سپاہ کس کام کے بقول شخصے۔ بے سری فوج۔ انتخاب کی نگاہین ہر طرف اوٹھین۔ صدہا
چہرون سے گذرتی چلی گئین۔ آخرش ایک تجربہ کار بزرگ کی لانبی سفید ڈاڑہی مین اولجہین۔ اور
نورانی پیشانی نے پسند عام کی سند پائی۔ درونا چارج سپہ سالار منتخب ہوے۔

کرن (خوش ہوکر) ایسا انتخاب دنیا مین کم ہوا ہے۔ ہمارے لیے کیا یہ نیک فال نہین ہے
کہ ادنی راے بہی درونا چارج کے خلاف نہین! اب کورو ضرور فتحیاب ہونگے۔ دس روز
سے میری نگاہ جان نثارون کا ساتھ دے رہی تھی۔ وفادار تلوار کے جوہر دکہانے کا
وقت صد شکر! بعد مدت آج آیا۔ مین پہلے ہی دن سر فروشی کو طیار تھا۔ مگر بھیشم ناقدردان
نکلا! سبھے اور اردہ رتھی (ایک فوجی عہدہ) کا عہدہ! خون بہانے والے کرن کو چرکٹون
مین جگھہ! مین نے قسم کہائی۔ کہ جب تک تیرا کام تمام نہ ہولیگا۔ مین اپنے بازون کو تیراندازی
کی تکلیف نہ دونگا۔ تیرے مرنے تک میری تلوار نیام مین آرام کریگی۔ چنانچہ دیکہو! وہ
(اشارہ سے) جان بلب پڑا ہے! دشمنون سے کہدو! میری تلوار اب جوہر دکہائیگی۔ منہ
دہو رکہین۔ فتح آسان نہین ہے! راجپوتو! آنسو بہا چکے۔ اوٹھو! اور خون مین نہالو!
فتح پائینگے۔ یا ہم سب کو درونا چارج کے جھنڈے تلے مرنا ہوگا!

درونا چارج (ہاتھ اوپر اوٹھاکر) پروردگار عالم! سفید ڈاڑہی کی شرم تیرے ہاتھ ہے!
(زمین پر سر رکھکر) دیکہنا! بوڑہے کی پیشانی بیداغ رہے۔ سے البشر! ناچیز بندہ کو
عزت و حرمت کے ساتھ دنیا سے اوٹھانا۔ (فوج سے) جوانو! میدان مین پیٹھہ نہ
دکہائیو! کہین میرا منہ کالا نہ ہو! شکست بہی کہاؤ تو بڈہا سپہ سالار مقتل مین سر خرو پڑا ملے

میری تمام فوج گرد خاک پر سو رہی ہو۔ کوئی ہارے یا جیتے۔ ہم اپنا فرض ادا کر جائین!
حق نمک کی شرط پوری ہو!

یہہ سنکر سپاہ نے تسلیم خم کیا۔ اور قبول کے ہاتھہ سینون پر رکھے۔ ادہر جنرل سوار ہوا۔ اودہر بہادر کرن نے آغاز جنگ کا سنکھہ پہونک دیا۔ سپاہ چل نکلی۔ غنیم تو عرصہ سے انتظار کھینچ ہی رہا تھا۔ حملے باہم ہونے لگے۔ کوروی سپاہ کی طرف سے فرمانبرداری کے ثبوت دیے جانے لگے۔ اور افسرون نے اپنے تئین انتہا کا جری ثابت کیا۔ سوارون نے میدان نعشون سے بہر ڈالا۔ اور گڈہے خون سے لبریز کیے بوڈہے جرنل کے جوہر ہی پڑے بازو ستم کر گیے۔ وہ اپنے کمال ابہی اور دکہاتا مگر سورج نے گہوڑے کی باگ تہامی۔ اور شب تارے وار کرتا ہوا ہاتھہ روک لیا۔

باب پندرہ

بارہوان دن

چکربیوہ

دنیا مین خاک اوڑتی ہے۔ پتے آنے والی خزان کے غم سے پیلے پڑ گیے۔ کوہ ہمالیہ کے دامن پر برف جمانے والی ہوائین شمال مغربی میدانون مین سنسنا رہی ہین۔ درختون کے سوکہے ٹھنٹھہ برہنہ کہڑے بدحواسی کے ساتھہ تغیر پسند عالم کا رنگ دیکہہ رہے ہین فوجین ایک وسیع میدان مین دور تک پھیلی ہوئی ہین۔ ذرا سنیئے! کچھہ صدا آتی ہے!!

دن ذرا اور نہ چھپے تو ایک آدہ افسر کا سر اوتار لینا تو کچھہ بڑی بات نہ تہی! آج ایسا

پیچ در پیچ قلعہ بناؤن جو مشکل سے ٹوٹے! اور آریا ورت کے فنون حرب کا اعلیٰ
ترین نمونہ ہو ارجن اوس کے بنانے مین البتہ ہارج ہو گا۔ اوسے تم حکمت عملی سے دور
لیجانا۔ بوڑھے ہے بازؤن مین سکت نہ سہی۔ تدابیر پیر کی بانگی تو دیکھو! فوج ظفر موج!
آگے بڑھ آ۔ جوانون! حلقہ بندی کرلو! افسر ہر طرف منقسم ہو جائین"
ناظرین! آپ کو متکلم کا نام بتانا بالکل غیر ضروری ہے۔ سرفروش راجپوتون کو سپہ سالار
کے سوائے ان الفاظ سے اور کون خطاب کرسکتا ہے۔
یہان تو یہ گفتگو تھی۔ اودہر غنیم سے چھڑ گئی۔ انسان کا قیمتی خون دریا دلی کے ساتھ زمین پر
بہنا شروع ہوا۔ درونا چارج کی جیبی فوج کا ایک جبری دستہ گھوم کر ارجن کے
مقابل آیا۔ اور مشاق ہاتھون سے چھوٹی ہوئی تلوار کے وارون نے غنیم کے
قدر دان افسر (ارجن) کو اپنی طرف جلد متوجہ کرلیا۔ ایک نے دوسرے کو قدر کی نگاہ سے
دیکھا۔ ہنرمند غنیم نے دانا دشمن سے داد پائی۔ دلاور ارجن کا زور بازو حریف کو جنوب کی
طرف ہٹاتا چلا گیا۔ میدان مصاف سے فریقین دور جا پڑے۔ مقابلہ باہم زور شور سے
ہوا کیا۔

اوہر درونا چارج نے دس ہزار سپاہ سے قلعبندی شروع کی۔ جبری راجے
قطار در قطار صف بستہ ہوئے جنگی وردی زیب تن اور بہتا طلائی جھنڈی ہاتھین قلعہ
کے گھونگٹ مین سب سے پہلے خود بدولت جنرل درونا چارج ہتیار لگائے کھڑا تھا۔ چار
افسرون سے گذر کر کرپا چارج اپنے فرائض منصبی ادا کر رہا ہے۔ چیدہ دلیرون کے

قلعہ (چکر بیوہ) کا نقشہ یہ ہے
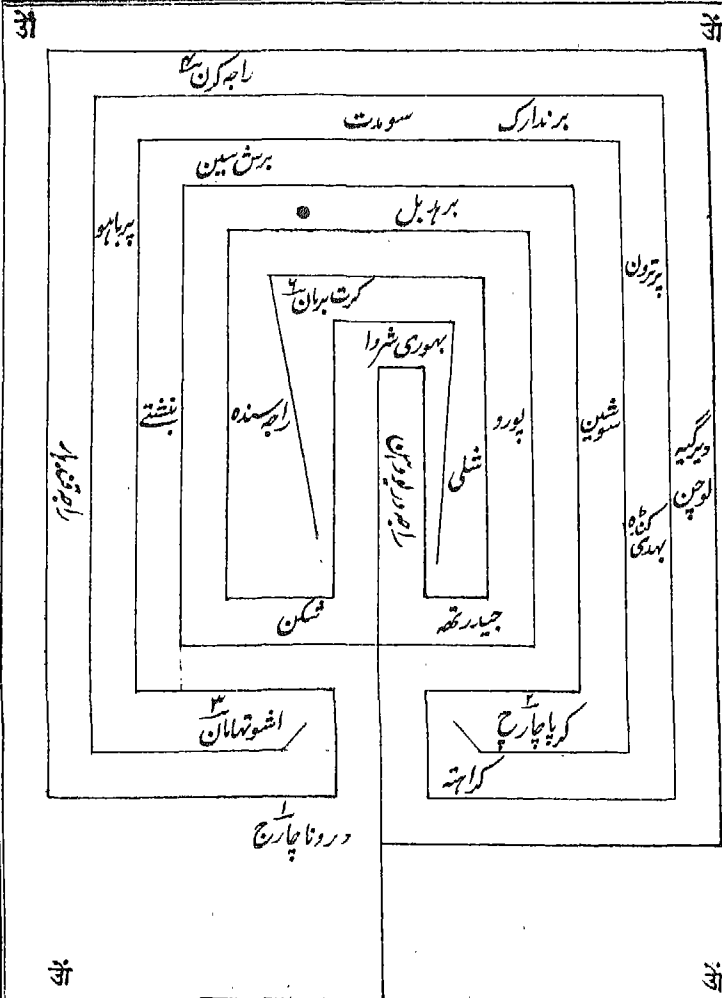
نوٹ اکثر لوگ تحت کا منتر قلعہ کے نقشہ او بشکل نصف دائرہ سرخ صندل سے تہالی پر لکھکر دروزہ مین عورتون کو دکہایا اور پلایا کرتے ہین تاکہ بچہ آسانی سے پیدا ہو جاوے ۱۲ . . . .

بعد اشو تہاما ان جان نثاری پر تلا ہوا ہے - ایک جنگجو ہیچ ہین دیگر راجہ کرن کے تیر ملک الموت کی طرح نظر آئینگے - بہر کیف بہادرون کو طے کرجائے بربہدبل سے مڈبھیڑ ہوگی کرت برمان دانت کھٹے کریگا - پہر قضا دکھائی دیگی - راجہ سندہ طیار کھڑا ہے دشمن پہر بہی نہ مرے تو جیدرتھہ کالے سانپ کی طرح ڈسے گا دریودہن کے روبرو موت ہوگی -

ناظرین ! قلعہ مین افسرون کی ترتیب یہ تہی - اور آزمودہ کار سپاہ اپنی زرہ بکترون سے آہنی دیوار بنا ئے تہین - قلعہ کا راستہ ایسا پیچ در پیچ تھا کہ پرندہ پر مار جائے یہ ناممکن تہا - ہا ں اس مین اینٹ تہی نہ گارا - انسان کے ڈہانچے پتھرون کا کام دے رہے تھے - گوشت اور پوست چونے کا پلاستر تہا - ذی روح بیجان کا سہارا ڈہونڈ ہے آرین شجاعت نے یہ گوارا نہ کیا - دیوارون پر بہادر سینون کو ترجیح دی -

پانڈوی لشکر غنیم پر حملہ کرنے ہی کو تہا - یکایک گوئیندون نے اس قلعہ کی راجہ یدہشٹر کو خبر دی - اور مخبرون نے اس کے استحکام سے سالار فوج کو آگاہ کیا - یہ سنتے ہی دونون پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا - بہت دیر غور کیا معاملہ کے ہر پہلو پر نظر ڈالی - فراز و نشیب سوچا - مشکل یہ آن پڑی کہ کوری شجاعت سے کام نہ نکلتا تہا - اکیلی بہادری بیکار تہی - قلعبندی کے پیچیدہ نقشون کا ہندسی علم حملہ آور سالار فوج کے سینہ مین چاہیئے تہا - اور شیر کا دل رکہنے والے فولادی جسم کے پیشوا بننے کے لیے ضرورت تہی - ایسا لاثانی اجتماع شاذ و نادر دونون صاحب دیرتک سوچا کیے - سپہ سالار کو ابہمن (ارجن کا بیٹا) کی بہادریان اور

فن حرب کی تکمیل یاد آئی۔

بس بہادر ابہمن کے سوا اور کوئی نہین!"

یدشٹر (ابہمن کو بلاکر) جان عزیز! آج کی فتح تمھاری سرفروشی پر منحصر ہے! اپنی جان پر کھیل جاؤ تب قلعہ ٹوٹے!! یہ جنرل درونا چارج کی انتہائی دانشمندی کا نمونہ ہے۔ پانڈوی سپاہ اسکے فتح کرنے کی قدرت نہین رکھتی۔ ابہمن! ہندوستان کا مہاراجہ اس وقت تیری امداد کا خواستگار ہے۔ کوروی سپہ سالار نے ایک اور غضب ڈھایا۔ یہ پیش بندی کی کہ اپنی فوج کے ایک چیدہ دستہ کو ارجن سے بھڑا دیا۔ اور اس طرح دغا باز بہادر بھائی کو منزل مقصود سے دور لیگیے۔ کہ ہمارا ہاتھ نہ بٹا سکے۔ ہاے! اتنا وقت نہین کہ وہ یہان پہونچے! اور درماندہ یدشٹر کا مددگار ہو۔ باقی پانڈوی افسر قلعہ بندی کے اس نقشہ سے بیخبر ہین میرے پیارے بھتیجے! اپنے پتا کے سکھائے ہوے فنون حرب سے اس وقت ہمین فائدہ پہونچا۔

ابہمن (سر نیاز جھکاکر) راجا! سر ان قدمون پر نثار ہے! اور جان آج تصدق ہونے مین اپنی عزت سمجھیگی! صاحب عالم! ناچیز ابہمن کی قابلیتون کا یہین امتحان ہی! خادم کی طرف سے نمکحلالی کے ثبوت جی کھولکر دیے جائینگے۔ سپاہ پیچھے چلی آئے! مین اس قلعہ مین مرتا مارتا نہ گھس جاؤن تو ارجن کا بیٹا نہین۔۔۔"

یدشٹر (سر پر ہاتھ پھیر کر) بیٹا شاباش! جلد جاؤ! جری فوج تیری پشت پر ہوگی! اور جہان تیرے دشمنون کا پسینہ گرا! جان نثار سپاہی اپنا خون بہادینگے۔"

ابھمن کمان سنبھال کر چل پڑا۔ جری سپاہ پیچھے تھی خوبصورت چھریرے پر سفید چادر کے نیچے دورہ کرتے ہوئے پر جوش خون کی جھلک غضب ڈھا رہی تھی۔ فوجی وردی۔ سونے پر سہاگہ۔ قیمتی ہتھیار کمر سے لگے ہوئے۔ نوجوان میدان مین نکلکر شیر کی طرح گرجا۔ سوارون نے باگین اوٹھائین حفاظتی دستہ ہوا کی طرح راہ طے کر گیا۔ نوجوان چشم زدن مین قلعہ کے در پر کھڑا تھا۔ پانڈوی سنکھ یکایک بجا۔ اور صدہا تلوارین ایک دم سے درونا چارج کے روبرو چمک گئین۔

تجربہ کار جنرل بے صبری سے لڑائی مین مصروف ہوگیا مقابلہ سختی کے ساتھ ہونے لگا۔ ناگہانی حملے نے غنیم کو امید سے بڑھکر ضعیف کر دیا محفوظ سپاہی گھبراہٹ کے ساتھ لڑنے لگے۔ قلعہ گزین فوج کچھ اک حواس باختہ ہوگئی درونا چارج کے کمال انسان کی بساط سے بڑھ گیے تھے۔ اوسنے اور اوسکے دستہ نے بے اندازہ لوہا برسایا۔ تاہم نوجوان اولوالعزمیان پسپا نہو سکین۔ جان توڑ حملے نے کرامات دکھائی منجلا بہادر رہا تھہ مار ہی گیا۔ جری دستہ قلعہ کے اندر تھا۔ سخت کشت وخون ہونے لگا۔ دلیرون کے جسم زرہ بکتر تلے جلُ اٹھے۔ تلوارون سے جھنا جھن کی آواز چہار سمت آنے لگی۔ تیرون سے صدہا جسم چھپ گیے۔

کاٹے ہوئے پھل برچھیون کے رن مین پڑے تھے چھایا تہا ہراس ادن پہ ہمیشہ جو لڑے تھے	سہمے ہوئے گوشون مین کماندار کھڑے تھے آنکھین وہ چراتے تھے بہادر جو بڑے تھے

دہشت سے زرہ پوشون نے جی چھوڑ دیا تھا ادس تیغ نے تیغون کا بھی منہ موڑ دیا تھا

ناتجربہ کار افسر اپنے جوش مین خون کے دریا بہاتا ہوا مددگارون سے بہت بڑھ گیا۔ اودہر جھاندیدہ جنرل نے اپنے تئین پہر سنبھالا۔ اودہراودہر سے فوج سمیٹ کرنا کے بندی کی بڑے بڑے دلاور ابھمن کی فوج کے سدراہ ہوے کرن اور راجہ سندہ سے بہادرون نے نوجوان کو پلٹنے سے بازرکھا۔ بیچارہ ابھمن نرغہ مین پھنس گیا۔ جنہین فتح کی آس تہی اوسکی قدرت دیکھہ وہ نراس ہوگیے۔ کوروی جان نثارون نے مددگار سپاہ کو آگے بڑہنے سے قطعی روک دیا۔ ہاے! بے یارومددگار ابھمن دشمن کے پنجہ مین جا پڑا۔ پہر کیا تہا! کوروی سپاہ چہار سمت سے اُمنڈ آئی۔ کرن اور راجہ سندہ تیر برسانے لگے بیچارے ابھمن نے ہرچند بہادری دکہائی۔ اپنے زور بازو سے کام لیا۔ مگر بے سود۔ تقدیر مین کچھہ اور لکھا تھا۔ کوروی افسر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جید رتھہ ظالم نے ایسا گرز سرپر مارا کہ دلاور جوان تیورا کر زمین پر گر پڑا۔ اور ہاے! باقی فوجی افسرون نے بدنصیب نوجوان کی بوٹی بوٹی بانٹ لی۔ افسوس کم سن بچے پر کیا گذری۔!

شکنی (مسکراتے ہوے راجہ یدہشٹر سے) لو! ابھمن کام آیا۔ ساری کوششین فضول! اندر جانا بے فائدہ!!۔ گستاخ لڑکا خاک پر سُلا دیا گیا! اب ہتیار رکھدو اور غلام بنجاؤ!"

یہ سنتے ہی یدہشٹر کے پانون تلے کی زمین نکل گئی۔ آنکھون سامنے اندہیرا آگیا۔ سالار فوج کا خاتمہ۔ اسپاہ نے جی چھوڑ دیا! یہ دیکہکر دانا راجہ بچے کچھے زخمیون کے ساتھہ غم سے کلیجہ تھامے جس مصیبت کے ساتھہ خاک اوڑاتا اپنے کیمپ کو لوٹا وہ

لکھنا عبث ہے! اوس کا اندازہ اے ناظرین! آپ کا اثر پذیر دل خود کرلیگا!۔

اب دن چھپا چاہتا تھا ارجن اور مہاراجہ کرشن چندر غنیم کے دستہ کو نیچا دکھا کر قیام گاہ کی طرف پلٹے۔ تو منظر چہار سمت دلگیر! میدان نعشون سے پُر! خون ہر طرف بہتا ہوا! گیدہ اور کوّے مردے کہانے مین ہمہ تن مصروف! کیمپ مین پہونچے تو فوجی جھنڈا نصف بلندی پر! غم کا بھرا ہوا مین! خوشی کا پتا نہین! ہر طرف اوداسی چھائی ہوئی!

ارجن (مہاراجہ کرشن چندر سے) این! یہ سکوت کیون ہے! فتح کے باجے نہین بجتے! نقیب بے صدا مین۔ سپاہ نے سلامی نہین دی! ہائے کیا کوہ الم ٹوٹا! ہے ایشور بھائی خیر سے ہون! بیٹے کو جیتا جاگتا دیکھون! دوستون کی صورت دیکھنی نصیب ہو! (آگے بڑھ کر) ہائے! یہ ماتم کیسا! سوارون کے منہ پر ہوائیان! پیدلون کے چہرے زرد! ہائے! ہائے!! بھائی یدہشٹر کی آنکھون سے آنسو جاری! ارے غضب! پیارا بھیم گریبان صد چاک! ارے! یہ سوگ کسکا! ہائے! ابھمن دکھائی نہین دیتا! اوسکا بال بیکا تو نہین ہوا! میرے بچے تو کہان ہے! سُنا! درون نے آج قلعبندی کی تھی۔ ہائے! وہ کہین چکر بیوہ کی نذر تو نہین ہوا؟ اوسنے صف گھسنا سیکھا تھا! ہے! ہے! وہ نکلنے کی راہ سے بیخبر ہے۔ ہمارے لشکر مین یہ اور کوئی نہین جانتا! وہ ضرور بھیجا گیا! اور یہ ماتم اوسکی موت کا گواہ ہے"

یدہشٹر (رو کر) ہائے! ہائے!! ابھمن اب نہین ہے!! چار گھنٹے گذرے وہ

چل بسا! اور بدنصیب یدشٹر ابھی یہ رنج والم اوٹھانے کو باقی ہے!......"
ارجن (سر پیٹکر) آہ! میری بھینچی بس اسی لیئے تھی - ہاے! نرم بستر کا سونیوالا بیٹا سخت زمین پر پڑا ہے! ہے! ہے!! جس سر پر دن مین کئی بار مان کا دست شفقت پھرے وہ گدہ اور گیدڑ کے پنجون سے مجروح ہو! نازنین عورتون سے دبائے جانے والے جسم کو درندے رات بھر پھاڑین - گلاب سے دہلنے والا منہ خاک مین بھرا ہو - ہاے! میرا سایہ مین پلا لال دہوپ مین تپتا ہے!! مجھے بھلا کس طرح چین آئے! جس بدنصیب پر یہ بلا نازل ہو اوسکی مصیبتون کا کیا ٹھکانہ -
(رومال سے آنسو پونچھکر) حیف ہے! جان زار ابتک نہین نکلی! میرا سینہ صدپارہ نہین ہوا!! اے دل خون ہوکر بہہ جا! شہ رگ فوارہ کا کام دے!! نور دیدہ گیا بے نور آنکھین! طوفانی سمندر بنجاؤ! اے حوض چشم! دشمن کی سپاہ غرق کردے! ہاے! مین بیخبر رہا - اور کام تمام ہولیا! اگر کہین وقت پر مجھے خبر ہوجائے! تو ارجن کا راجپوتی جوش دنیا دیکھتی - آرین تلوار کے جوہر عالم پہ کھل جاتے! میرے تیر دشمن کو خاک مین ملا دیتے! ستمگر کورو! آج کی رات خوش ہولو! صبح تمھارے خون سے میدان اچھی طرح رنگ دونگا - ظالم جیدرتھ! تو نے میرے کلیجے کے ٹکڑے کیے ہین! کل تیرا نشان دنیا کے پردے پر نہ ہوگا! (دیوانہ وار) کل کی شام جیدرتھ کو دیکھنی نصیب نہ ہوگی! پھر دن رہے میرا خنجر مردود کے سینہ سے گذر جائیگا! لاکھہ درون ہزار کرپاچارج اوسکے

مددگار ہون! وہ میرے ہاتھہ سے نہین بچ سکتا! سب کے جگر چھد ینگے۔ تمام فوج تہ تیغ ہوگی! اور جیدرتھہ کا خون پی لیا جائیگا! اگر سورج موذی کے قتل ہونے سے پہلے چھپا تو دنیا شاہد! عالم گواہ!! غیرتمند ارجن آگ مین جلکر خاک ہوجائیگا!!!
صاحب! یہ سکتے مین ڈال دینے والے الفاظ تھے جو حالت غیظ و غضب مین ارجن کی زبان سے نکلے۔ آواز تو بجلی کی طرح بہت جلد کان کے پردون سے گذر گئی۔ مگر اوس کے صدمہ سے سارے ہمدرد رات بھر مچھلی کی طرح تڑپا کیے کیونکہ ایسی قسم کا پورا ہونا بچون کا کھیل نہ تہا۔ اس کے لیے ہزارہا من خون کی ضرورت تھی۔

باب سولہ

تیرہوان دن

قسم سچی اور جیدرتھہ کا کام تمام

کوئی اب بدنصیب سے ہمدردی کسی کو نہین! ایک بیکس تباہ ہوجائے اچھا!! کسی کا کیا بگڑا۔ میری جان مفت گئی! (ہمعصرون سے) ہائے! بیدردو! کچھ سنا بھی!! بیٹے کے غم مین ارجن نے قسم کہالی۔ کل دن چھپے سے پہلے میرا خاتمہ کردیگا۔ افسوس! جیدرتھہ کل شام تو دنیا مین نہ ہوگا!! کوروی جھنڈے! پناہ دیگا یا گھر کی راہ لون؟ بے یار و مددگار کی قسمت جنگل کو سونپ دیجاے امیر دوستا! کام آنیکا یہی وقت ہے! "

دریلو ہن ہین! ہین!! دوروزہ زندگی کے لیے میدان پیٹھہ دکھانا! جیدرتھہ تمہین یہ

زیبا نہین ہے! چندربنسی خاندان کو بٹا لگانا! دنیا کیا کہیگی!! ارجن بڑا بہادر ہے
یہ مانا - پانڈو متواتر فتحیاب سہی - تاہم دریودہن ابھی زندہ ہے! کوروی سپاہ
کا خون بالکل منجمد نہین ہوا - پیارے جیدرتھ گھبرا نہین تیری طرفداری مین تمام لشکر
ہتھیار اوٹھائیگا - میری کئی اکشوہنی فوج سر دیگی - جن ہتیارون سے ابھمن کے ٹکڑے
ہوے ہین - وہ اپنی آب وتاب پھر دکھائینگے - ارجن کے بیٹے کو خاک پر سلادینیوالے
اس کیمپ مین ابھی موجود ہین! تمام کوروی سپاہ تہ تیغ کیجائے! میرا سرتن سے
جدا ہولے!! تب کہین تیرے دشمنون پر آنچ آئیگی - فوجین سج گئین - رسالے طیار
ہین - ہزارہا جان نثار مرنے مارنے کو آگے ہونگے - ون چھپتے تک سب مارے
جائین - اور ارجن تم تک آپہونچے! یہ قیاس نہین چاہتا!!
درونا چارج ایک تجربہ کار آدمی - جہاندیدہ شخص - ارجن کے ہتکنڈون سے خوب
واقف - اس نے کرن کو ایک لاکھ سوارون کا کمانڈنگ افیسر (کمانیر) مقرر کیا -
ساٹھ ہزار رتھ اشوتھامان کے سپرد تھے - حریف کو روندہ ڈالنے والے چودہ ہزار ہاتھی
شلی کے زیر حکم - اور اکیس ہزار جان نثار کرپاچارج کے چارج (سپردگی) مین
صاحب! اس قدر فوج تھی جسے جنرل درون نے حکم دیا کہ وہان سے چھہ کوس آگے
بڑھ کر صف آرا ہو - قندھار اور ملک سندہ کے تین ہزار مضبوط جوان اس کے خاص
اردل مین - درمرشن ڈیڑھ ہزار ہاتھیون کی قطار باندھے سب سے آگے کھڑا تھا - اسکے
بعد دوشاسن اور بکرن تعینات ہوے - اس طرح کئی اکشوہنی کوروی فوج

درونا چارج کے جھنڈے تلے مخروطی شکل مین غرب رویہ چوبیس کوس تک پہیلی ہوئی تھی۔ جسکا پچھلا حصہ درجہ بدرجہ کم ہوتے ہوتے صرف دس کوس چوڑا رہ گیا تھا ہ

یہ حال تھا کہ دور سے ظاہر ہوے نشان	اُمنڈا زمین پہ ظلم کا دریاے بیکران
موجون کیطرح سب تھین صفین پیش و پس روان	لہراتے تھے ہوا سے علم مثل بادبان

ہلتا تھا دشت کین ہل اسطرح بجتے تھے
باجون کا تھا یہ شور کہ بادل گرجتے تھے

فریق مخالف کی سپاہ بھی کٹ مرنے کو طیار تھی۔ رسالے لیس ہو چکے تھے۔ ارجن لڑانے کو عرصہ سے بیچین۔ جس قدر دیر زیادہ ہوتی تھی۔ اوس کا غصہ ضبط کی حد سے گذرا جاتا تھا جس اشتعال کی بدولت کل شام لحظہ بھر مین اوسپر دیوانگی کی حالت طاری ہوگئی تھی۔ خیال کیجیے اوسے بارہ گھنٹے ہونے آئے۔ اس درجہ سکوت سے اسکی روح پر صدمہ تھا۔ دو متضاد قوتون کے مجادلہ مین اوس کا دماغ برباد ہوا جاتا تھا۔ یکایک جنرل درون کا سنکھہ (آغاز جنگ کی علامت) زور سے بجا۔ صدہا تلوارون نے ایک فوری حرکت کی ارجن جس کی بیتابیان حد کے درجہ کو پہونچ چکی تہین توپ کے گولے کی طرح چلا۔ اور بہت سے جوانون کو خاک پر سلاتا ہوا ہاتھیون کی قطار سے نکلگیا۔ ہلکے پہلکے سوار کا لیسے چوڑے ہاتھیون کی صف سے گذر جانا کوئی دشوار امر نہ تھا۔ بعض قوی الجسہ حیوان سمجھے تارا ٹوٹا۔ اکثر کے نزدیک بجلی چمک گئی۔ ایک زرہ بکتر کو آگ سمجھکر ادھر ادہر کا توراستہ صاف ہوگیا۔ ہاتھی نشین جب تک پلٹ کر دیکھین سواے گرد کے وہان کیا تھا۔ کوس بھر پرے کچھ خاک اوڑ رہی تھی۔

دلاور جوان نے تو یہ سماں دکھا کیا۔ اس کے مددگار تلوار سونت کر پہیلے۔ ایک ایک ہاتھی پر پچاس
پچاس تلوارین پڑنے لگین۔ وہ ہاتھ کے بے حقیقت لوہے سے کوہ مثال جانورون کو
گرادیا۔ سوارون نے بانس کے نیزون سے سر بفلک فیلبانون کے سر اوتار لیے
دلدوز تیر ایک ایک جگہہ سو سو بیٹھے۔ سوارون نے جان دی۔ اور بچے کھچے ہاتھی چلاکر
بہاگے۔ حملہ آور تمام کوروی فوج کو پامال کرتے ہوے گذر گیے۔ سوار لڑتے ہوے
ارجن سے جا ملے۔ یہ ہر ایک سے بدلا لیا چاہتا تھا صد ہا جگر تیرون سے چہید ڈالے ہزارون
حالت غیظ مین اوڑا دیے۔ گہٹوت کچھہ (بھیم سین کا بیٹا) الگ جانبازی دکھارہا تھا
کوروی سپاہ کو اسنے ناک چنے چبا دیے۔ غنیم کا سارا لشکر تنگ آگیا۔ کسی کے ہتیار
اس دیو کے آہنی جسم پر موثر نہ ہوتے تھے۔ اور وہ سب کو پیسے ڈالتا تہا۔

فوجی افسر (افسردہ ہوکر) **کرن!** تمہارے وہ شکتی (ایک قسم کا ہتیار) کیا قیامت کو کام
آئیگی؟ دیکہنا! اوس خونخوار ہتیار کو کہین ہوا نہ لگ جاے! آہ! جب ساری
فوج کٹ جاے تو اوسے ارجن کے لیے نکالنا! تم تو ایک اسی کے ہاتہہ
دہوکر پیچھے پڑے ہو! جب تک وہ تمہارے ہاتھہ لگے گا یہان کام تمام ہو لیگا!
دیکھتے ہو؟ گہٹوت کچھہ سب کو مارے ڈالتا ہے! ساری سپاہ کٹا کر ارجن
کو مار بہی لیا تو کیا! .... "

کرن ہان! تو سب کی مرضی یہ ہی ہے کہ جسطرح بنے پہلے اسی کا کام تمام کیا جائے!
(نکالکر) لو! شکتی یہ رہی! اور اب دشمن کی خیر نہین ہے!

یہ کہکر کرن نے وہ آتشبار ہتہیار مارا۔ زمین آسمان آواز سے کانپ گیے اور گہٹوت کچہہ کا جلکر وہین ڈہیر ہوگیا۔ یہ دیکہکر پانڈوی سرداروں پر ٹپس پڑگئی اور بہیم و یدہشٹر رونے لگے۔ مگر مہاراجہ کرشنچندر خوشی سے اوچھل پڑے اور پہولے جامہ مین نہ سمائے۔

یدہشٹر (خفا ہوکر) صاحب! یہ بے محل ہنسی کیسی؟ ہمارا بیٹا کام آئے اور آپ خوش ہون!

مہاراجہ کرشنچندر اجی حضرت! ہوش کی دوا کیجیے! جان بچی اور لاکھون پائے! بہیم سلامت ہے تو ایسے گہٹوت کچہہ بہت سے ہو رہین گے۔ یہ کہیئے! ارجن کہان سے آتا!! ایشر کا شکر کیجیے! آئی بلا ٹل گئی! ارجن کو مین تو اب زندون مین سمجہا۔ ورنہ ہر دم اس کی خیر مناتا تھا۔ اس بلا کا ہتیار دیکہا نہ سُنا! جسپر گرتا بے جان لیے کیا چھوڑتا! جب تک وہ کرن کے قبضہ مین رہا مین نے ارجن کو اس کے مقابل کبھی نہ پڑنے دیا۔ ہمیشہ طرح دیتا رہا۔ اب شوق سے جاے اور کرن سے برسرپیکار ہو!

ادہر کوروی سپاہ بہی خون کے دریا بہا رہی تہی۔ سوارون کے حملے نے چار سو غضب ڈہایا۔ میدان لاشون سے پٹا تہا۔ گرد سے زمین و آسمان کا رنگ ایک تہا۔ تمام جنگل درونا چارج کے نعرون سے گونج رہا تہا۔ جنگی باجے اور سنسکرت مین رجز کے اشعار سپاہ کو سر کٹانے پر مجبور کیے دیتے تہے۔ کرن کے تیرون نے دشمن کا منہ پہیر دیا۔ اشوتہاما ان کی تلوار سے پانڈوی لشکر نے پناہ مانگی دوشاسن کے خونریز حملون سے

دشمن کی فوج کانپ اوٹھی۔ اسنے بہت سی صفین اُلٹ دین پرے صاف کیے۔ ہزارہا
جوان کو تہ خاک سلادیا۔ غرض کوروی فوج نے اپنی بہادری کے جوہر خوب دکھائے۔
اب تقدیر کے کرشمے سنیئے! پچھوا ہوا زور سے چلنے لگی۔ کوروی سپاہ غرب رویہ صف بستہ
تھی۔ اس کے تیر ہوا کے مخالف تھپیڑون سے خطا کرنے لگے۔ آندہی نے خاک کو
سر چڑہا کر اونکی بصارت کو گونہ معطل کیا۔ بادتند کے جھونکے سپاہ کو پیچھے ڈہکیلے دیتے تھے۔
کنکریان اوڑکر چہرے زخمی کرنے لگین۔ دریودہن نے حسرت کے ساتھ
آسمان کی طرف دیکھا۔

آہ! تجھسے لڑائی نہ تھی!! یہ طاقت کسی مین نہین"
اودہر پانڈوی تیر ہوا کے گھوڑون پر سوار دوگنی طاقت کے ساتھ کمانون سے نکلے۔
بدنصیب لشکر مین تہلکہ ڈال دیا۔ انکے حملے موثر ہون کوروی وار خالی جائین۔ پھر کیا تھا!
فتح نصیب لشکر بڑہ چلا۔ خونخوار ارجن انسانی فرش خاک پر بچھاتا ہوا دشمن کی تمام فوج
طے کر گیا جوش جرأت مین نہین معلوم خونریزی ہوتے کتنی دیر ہوئی۔ دن کا کس قدر حصہ
خون بہاتے گذرا۔ آسمان پر گرد چڑہی تہی۔ ابر چھایا ہوا۔ ہوا زنّاٹے کی چل رہی تھی۔
آواز۔ ارجن بس! آفتاب چھپ گیا۔ لے! ہتیار رکھ اور جلکر خاکستر ہوجا!!"
آنکھ اوٹھاکر دیکھا تو سامنے جیدرتھ (ارجن کا رنگ فق ہوگیا)
ارجن (گھبراکر) ہائے! سورج چھپ گیا۔!! افسوس ساری خونریزی بیکار! تمام
کشت وخون لاحاصل! آہ! تو بچگیا۔ اچھا۔ لکڑیان کہان ہین۔ چتا بناؤ۔ مین

جلکر مرونگا۔! بانہ وا۔ کیے کی سزا! خاک ہوجاؤ! مجہول جسم! آگ کی نذر ہو! کیون تلوار! وقت پر جواب! (ہاتھ سے پھینک کر) زمین پر پڑی رہ! نجس جسم! بیٹے کا بدلہ نہ لے سکا! اب رخصت! مضبوط ہڈیو! تم بھی کام نہ آئین! کتون کے حوالے!! تیر و کمان! تیرا باندھنا بے سود! (پچھم کی طرف مڑکر) کیون بے وفا سورج عین وقت پر دغا............"

یکایک ارجن شیر کی طرح اوچھل کر گرجا۔

"وہ مارا"

لوگون نے گھبراکر دیکھا تو جیدرتھ کا سر دھڑ پر نہ تھا۔ اور جسم سے خون جاری۔

ارجن (خوش ہوکر) مردود! لے! کیے کی سزا پالی!! (اونگلی کے اشارہ سے) وہ دیکھو! سورج کی نوک بادل سے چمک رہی ہے۔ ابھی نہین چھپا............"

باب ستره

چودھوان دن

جنگ و جدل

چٹیل میدان کے ذرّے سورج کی چمکیلی شعاعون سے صدیون چمکے۔ پیارا چاند وسیع تالاب کے اوجلے پانی مین ہرات عکس ڈالا کیا۔ نسیم سحری نے اس کی لہرون سے برسون اٹھکھیلیان کین۔ جہان ہند کے تاجدار مدتون شکار کھیلے۔ جسکے سبزہ زار نے عشاق کے دیدۂ خونبار کو ہمیشہ طراوت دی۔ ہوا کے سرد جھونکے سوختہ جانون کا کلیجہ ٹھنڈا کرتے رہے

مٹی نے ہجرت نصیبون کے زخم دل پر مرہم کا کام دیا۔ خاک عمر بھر حسینون کا غبار دامان کہلائی۔ ہاے! وہ مقام آج خون سے رنگا ہوا ہے!! جہان ہزارون جانور رات دن چہچہائے آہ! وہ پرفضا جنگل زخمیون کی پُردرد آہون سے بھرا تھا۔ میدان خونخوار سپاہیون کے نعرون سے دن بھر گونجا۔ زمین صف شکن حملون سے برابر کانپا کی۔ منون خون پانی کی طرح بہتا پھرا۔ صحراے وحشت افزا خلقت کی تباہی کی سچی تصویر پیش کیے تھا۔ اس پر بھی بے رحم کلیجون مین ٹھنڈک نہ پڑی غارتگر چین سے نہ بیٹھے۔ دن نکلتے ہی خونریزی پھر شروع کردی۔ تمام دن مصیبت زدون پر تباہی آیا کی۔ صدہا گانون اوجڑے۔ ہزارون گھرانے تباہ ہوے۔ یہ سب کچھہ تھا مگر سنگدلون کی ہوس پوری ہونے مین نہ آتی تھی۔ چند رنبسی قسمت مین بہت سے شہرون کی اینٹ سے اینٹ بجادینا لکھا تھا اہل ہند کے تباہ ہونے کے یہی دن تھے۔ یہ سال سخت کشت و خون چاہتا تھا۔ نظام شمسی کا رکن اعظم قتل عام پر تلا تھا۔ چنانچہ دیکھو! سارے دن تلوار چلا کی۔ تیرون کے مینھہ برابر برسا کیے۔ دن چھپنے آیا رات ہولی۔ پر خونریزی بند نہین ہوتی۔ نیزون کے پھل مجروح کلیجون سے جدا ہونا نہین چاہتے۔ سپاہ نے تلوارون کو سارے دن گلے لگایا۔ جانستان کندین پیادون سے بغلگیر رہین۔

الہٰی! اتنا قہر!! رات ہولی۔ کچھہ دیر کے لیے اپنے بندون پر رحم کر!!!

باب اٹھارہ

پندرہواں دن

درونا چارج ہو بیٹے

شب گذری جوانی کی پیری کی سحر ہے	کہتی ہے اجل منزل ہستی سے سفر ہے

ابھی پہلے ہی باول تھے کہ فوجیں کٹ مرنے پر آمادہ ہوگئیں شب تار ڈر کر بھاگی۔ستارے انسان کی تباہی زیادہ نہ دیکھ سکے۔خوف سے آنکھیں بند کرلیں۔صبح کی دھندلی روشنی لشکر کا جایزہ لینے لگی۔بوڑھے جسم میں اعتدال سے زیادہ حرارت آئی۔غیر معمولی جوش پڑا اسنے سینہ میں پیدا ہوگیا۔جنگ کا پہرا۔جو خوش فکر تاثیر کے نام کی طرح گمنامی کی تاریکی میں عرصہ سے پڑا ہو۔چند گھنٹے شب دیجور میں چھپا رہا۔دن نکلتے ہی اوسنے شہرت عام کے سورج کی مثال اپنا نور تمام میں پھیلانا شروع کیا۔تعجب کی جگہہ ہے۔دن بدن سپاہ کم ہوا اور جوش و خروش بڑھتا جائے۔صف بندی ہوتے ہی مقناطیسی کشش جانبین کے لشکر میں پیدا ہوگئی۔ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے۔تلواروں نے منہدی رچانی شروع کی جھنڈوں نے شہیدان ہند کے ماتم میں خونی کفن سر سے باندھا۔درونا چارج اپنے حیرت انگیز کرتب دکھانے لگا۔کہیں گرز کی چوٹ۔کسی جا تلوار کا وار۔بھالے کے زخم کاری۔تیروں سے بے انتہا جسم چھدے ہوئے۔سنان اپنا کام کیے جاتی تھی۔کوروی سپاہ جنرل کے قدم بقدم۔پیادے سر بکف۔سوار جان پر کھیلے ہوئے۔مئے جرأت سے سرشار۔بہادری کے نشہ میں ڈوبے ہوئے۔کسی کو سر و پا کا ہوش نہیں۔پانڈوں مقتولوں کے

سینوں پر اور ہاتھ دشمن کے گریبان میں۔ تلوار حریف کے جگر میں سمائی ہوئی۔ کامل چار گھنٹے
اسی طرح گذرے درون نے اس سختی سے مقابلہ کیا کہ پانڈوی فوج گھبرا اوٹھی جری
رسالے چین بول گیے۔ ہزاروں نے لبنی تانی۔ صدہا خاک پر دراز ہوے۔ مابقی اپنی
جان بچانے کی فکر کرنے لگے۔

مہاراجہ کرشنچندر۔ (اضطراب کے ساتھ) یدشٹر! گھر کی خبر لے! تیری سپاہ پر
بڑا اکڑا وقت گذر رہا ہے درون کے جانگداز حملوں نے ناکوں مین دم کر دیا۔ بچی کھچی
پانڈوی فوج کوئی دم مین پیٹھ دکھایا چاہتی ہے۔ وہ دیکھو! سپاہی خوف سے کانپ
رہے ہین۔ اگر یہ دوپہر تک اسی طرح لڑا تو پانڈوی نسل کا ایک بچہ بہی آریاورت
مین باقی نہین رہیگا! اب حکمت عملی سے کام لو! .... (کان مین کچھ کہکر)
بس اتنا کھدو! پہر فتحیاب کرانا میرا ذمہ!!

یدشٹر (حیرت سے منہ تکتے ہوے) یہ کہدوں! یدشٹر فتح کی خاطر جہونٹ بولے!!
یہ نہ ہوگا۔ تمام فوج تباہ ہو جاے۔ پانڈوراج کے بدلے ساری عمر بھیک مانگین۔
چندربنسی خاندان مین پیدا ہوکر مین جھوٹا کہلانا نہین چاہتا"

مہاراجہ کرشن چندر تو پہر یہ کشت و خون لاحاصل! ہتیار رکھکر اپنے کو راجہ دریودہن
کے حوالے کر دو! اور اتنی سپاہ کا خون تاجدار کی گردن پر! تمھاری رانی کو سر دربار
ننگا کرنا چاہا! گھر مین آگ لگادی کہ جلکر مر جاؤ!! دہوکے سے راج چھینا!!! یہ سب
باتین اصلی نسل کے راجپوت کو خونخوار بنا دینے کے لیے تو کافی ہین۔ ایسی حالت مین

صحیح النسب چھتری کا بیٹا تو ضرور جان پر کھیل جاتا! جیسے بنتا دشمن کا سر کاٹ لیتا!!
قطع نظر اس کے اندر برمان والی مالوہ کا مشہور ہاتھی اسی غرض سے ہلاک کرا دیا گیا ہے کہ آپ جھوٹھ بولین نہین اور ہمارا مقصد پورا ہو جاے ۔

یہ جملہ ابھی تکمیل کی حد کو نہ پہونچا تھا کہ درونا چارج کے شہ زور تیر یہان تک نقصان پہونچانے لگے ۔ کوروی سپاہ نے زیادہ مکالمہ کی مہلت نہ دی ۔ جانبین کی فوجین غٹ پٹ ہوگئین ۔ دونون فریق بلاتمیز دوست و دشمن ہتیار کرنے لگے ۔ سوارون نے اجسام کو چھید کر نیزون پر اوٹھا لیا ۔ ہاتھی اور گھوڑون نے بلا دیکھے بھالے روندنا شروع کیا ۔ خون اس قدر بہا کہ خاک کیچ تھی ۔ گڈھے تالاب بن گیے ۔

یدہشٹر (طیش مین آکر) درونا چارج! بس کر! تلوار ہاتھ سے رکھکر کچھہ دیر آنسو بہالے!! اشوتھاما ن خاک و خون مین تڑپ رہا ہے!!! یہ .... جھن جھن جھننا باجے اس زور سے بجنے لگے کہ اس فقرہ کا آخری حصہ (نہین معلوم وہ آدمی تھا یا ہاتھی) درون کے کانون تک نہ پہونچ سکا ۔

یہ سنتے ہی دلاور نے خونریزی سے ہاتھ کھینچا ۔ تلوار نیام مین کی ۔ آنکھین بیٹے کے غم مین آنسو بہانے لگین ۔ اور دل نے سرد آہین کھینچنا شروع کیا ۔

درون (جان نثارون سے) بس مین لڑ چکا! درماندہ سپہ سالار لڑائی سے دست بردار!! کرن تم اور دریودھن اب جنگ کو سنبھالو! پیری مین یہ جانکاہ صدمہ! لڑنے کی طاقت مجھہ مین نہین رہی! قلب کی حالت ردی ہے! ...."

ایک جوان (بہیڑ چیر کر تلوار ہلاتا ہوا) پہر یہ اکیلا سر کیا کام دیگا۔! (سر کے بال پکڑ کر) اسے مین اوتار لون! (لاش کو رتھ سے کھینچکر) اے خاک! بیرحم جسم کو تو سنبھال!"

یہ تمام ایک منٹ کا کام تھا۔ حاضرین پر ایسی حیرانی چہائی کہ کھڑے منہ تو دیکھا کیے کسی سے اتنا نہ ہوسکا کہ جنرل کو بچاے یا پلٹتے ہوے قاتل کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دے جب تک ان کے منہ سے "مارو مار" کی صدا نکلے وہ غول کے باہر تھا بس اتنی آواز آئی۔

"بزدل کورو! اکیلا دہرشٹ دیومن تمہارے جنرل کا سر کاٹ چلا ہے!!"

سچ ہے۔ وقت پر اوسان ہی کام آتے ہین۔!

باب اونیس

سولہوان دن

بہادر کرن!

جنرل بھیشم زخمی تڑپ رہا ہے درونا چارج دنیا سے اوٹھ گیا۔ اور خونریزی کی گھڑی پھر آئی۔ یہ کسی طرح نہین ٹلتی۔ کوروی سپاہ نے کرن کی پناہ لی۔ لشکر بھر کو اسکے زور بازو پر تکیہ کرنا پڑا۔

کل اشو تھامان نے باپ (درونا چارج) کے غم مین لڑتے لڑتے دن چھپا کر رات کا بھی کچھ حصہ لے لیا تھا فوجون کو بہت تھوڑا آرام ملا۔ ابھی پہر بھر رات باقی تھی کہ دلاور کرن ہتیار لگائے اپنے ڈیرے سے نکلا۔ اور طیاری کا سنکھ پھونک دیا۔ جرأت خیز آواز سنسان جنگل مین دور دور تک گونج گئی۔ اوسنے سوتون کو جگایا۔ جاگتے چونک اوٹھے۔

اور تارون کی چھانو تمام سپاہ میدان جنگ مین پہونچ گئی۔جنرل کرن کا رتھ سب سے آگے۔راجہ دریودہن۔اشوتھامان بائین جانب کرپاچارج دہنے ہاتھہ۔اور تمام سپاہ باقاعدہ صف بستہ۔

فریق مخالف کی سپاہ بھی آنی شروع ہوئی۔جان نثارون کے فتحیاب چہرے خوشی سے چمکتے ہوئے۔ہر ایک کو اپنی جرأت پر ناز۔

یدہشٹر بھائی ارجن! غنیم کے تمام فوجی افسر تو کام آئے۔ایک کرن رہ گیا ہے اوسکی کچھہ حقیقت نہین! یہ مرا اور ہمنے کامل فتح پائی۔

ارجن اوسے میرے جگر دوز تیر خاک پر سلا دینگے۔اتنی خونریزی اسی کی بدولت ہوئی بانی فساد یہی ہے۔ظالم نے صلح نہ ہونے دی۔لاکھون آدمیون کو اوس نے ہلاک کرایا۔میری تلوار کا بڑا فرض یہی ہے کہ اوسکا سر اوتارلے۔

پانڈوی فوج نصف دائرے کی شکل مین کھڑی تہی۔بائین طرف بھیم دہنے ہاتھہ دہرشٹ دیومن بیچون بیچ ارجن اور راجہ یدہشٹر۔نکل اور سہدیو پیچھے صف بندی ہوتے ہی طرفین کے فوجی افسر اپنے دستون کو لیے مقابلہ کو نکلے۔باجے بجنے لگے اور لڑائی شروع ہوگئی اشوتھامان جو کل رات ہوجانیکے سبب پُر حسرت دل کو تہانبے معہ سپاہ کیمپ کو لوٹ گیا تہا۔اسوقت مینہہ کیطرح تیر برسانے لگا۔خوب داد شجاعت دی یکایک ایک تیر دونون ابروئونکے بیچمین پیشانی پر لگا اور اوسکی بھال اندر سما گئی ارجن سنسپتکون[1] پر ہاتھہ

---

[1] وہ جان نثار لوگ جو ہر روز قسم کہاکر آتے تہے کہ آج ارجن کو مارین گے۔وہ مرتا نہ تہا اور یہ سب ہر روز اپنی جان پر کہیل جاتے تہے۔۱۲

صاف کر رہا تھا۔ جہان جہان اوس کے دلدوز تیر لگے۔ وہان سے خون کی دہارین برابر جاری تہین۔ استے مین اوتر کی طرف سے شور اوٹھا ڈنددہار بہادر نے کئی پانڈوی دستے خاک پر سلا دیے۔ اسے ارجن! پہلے یہان کی خبر لے۔! وہ اودہر لپکا۔ ادہر پانڈوی دستون کی کرن سے مڈبہیڑ ہوگئی۔ قواعددان فوج نے نکل کی سرپرستی مین اوسے گہیر لیا۔ دلیر کرن بہی شیر ببر کی طرح پہرا۔ ذرا دیر مین سوار یا پیادہ اور پیدل خواب عدم مین۔ صدہا سرون کو کاٹا۔ ہزارون جگر چہیدے۔ تیر آسمان مین ٹیسڑی دل کی طرح چہاگیے۔ اور بہت سے پانڈوی جہنڈے سربسجود ہوئے۔

نکل (بڑہ کر) کرن بس! اب ذرا سنبہلے ہوے۔ قضا پاس پہونچ گئی ہے۔ فساد کی جڑ تو ہی ہے۔ سارے خونریزی تیرے سبب سے صلح نہ ہونے دی۔ باہم لڑا دیا۔ کیے کو بہگت!۔ لڑائی کا خمیازہ اوٹھا! میرے وارون سے تو کانپ اوٹھیگا۔ اور تمام لشکر مین ہلچل پڑجائیگی"

کرن (ہنسکر) گرجتے بادلون کو برستے نہین دیکہا۔ بہادر اس طرح دون کی نہین لیا کرتے۔ شیخی خورا کبہی جری ہوا ہے؟ ننگ خاندان! پہلے اپنی بہادری کے جوہر دکہائے ہوتے۔ میرا کام تمام کیا ہوتا۔ پہر کچھ کہتا تو مضایقہ نہ تہا۔ تو لگا پہلے ہی سے بے پر کی اوڑانے۔ مجھے مارنا دل لگی نہین ہے۔ بالتوفی تو میری تلوار کی آنچ بہی نہین سہار سکتے۔ لے سنبھل! اور اپنی جان بچا!!"

اتنا کہکر کرن نے تیر مار کرنے شروع کیے۔ نکل بہی وار کرنے لگا۔ خوب داد شجاعت

دی۔ مگر مشتاق کرن سے عہدہ برانہ ہوسکا جتنی کہ بدن زخمون سے چور ہوگیا۔ جان پڑ آبنی استقلال ہاتھہ سے چھوٹا۔ اور نکل میدان سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ہنستا ہوا کرن جھپٹا اور کمند گردن مین ڈالکر اوسے اولٹا کھینچ لیا۔

کرن او نامرد! کہان چلا!! بس یہین رہ!!! وہ الفاظ ذرا پھر تو کہنا! کہ ناچیز کرن مجھسے کیا لڑیگا۔ دیکھہ! انہین ناتوان ہاتھون نے تجھے قید کیا ہے! بزدل پانڈو! بہادر کورون سے نہ لڑو!! جیتنا ایک طرف! تم انکے وار بھی نہین روک سکتے!! سب کورون مین ناچیز ہین۔ اور میرا مقابل تمھارے لشکر مین کوئی نہین!! اکیلی میری تلوار پانڈون کا نشان دنیا سے مٹانے کا دعوی کرسکتی ہے۔ ماں روتی ہوگی۔ جا چھوڑ دیا!

نکل شرم سے گردن جھکائے اپنی سپاہ کی طرف پلٹا اور کرن لڑائی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا

ادہر کی کیفیت سنیئے! تاجدار ہند کا بہادر بھائی ارجن ایک مضبوط رتھہ مین سوار۔ مہاراجہ کرشن چندر رتھہ بان بنے ہوئے۔ اس مستعدی کا کچھہ ٹھکانہ ہے۔ راجون کو کاشانی مخمل اور سمور وسنجاب چھوڑکر آہنی زرہ بکتر پہننا آسان نہین ہے۔ رقص وسرود کی محفل کے بجاے جنگ مین شریک ہونا عشرت پسندون کو مشکل۔ ایسے معزز لوگ اور یہ سخت نوسہ واریان!۔ مگر نہین! اون دنون راجے اونتے پیادے سے زیادہ چست و چالاک تھے۔ ہر غریب وامیر ملک کی خاطر جان دینے مین عزت سمجھتا تھا۔ اور ہندہی تلوار ہمالیہ

کی چوٹی سے ہفت اقلیم مین بڑی عظمت وجلال سے چمکتی تھی۔ جسکے روبرو زمانہ بھر سر جھکائے انہین کو چھینی کرنیسی عار نہ تھی۔ عظیم الشان راجے بیس سیر لوہا جسم پر لادنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ ہندوستان کا بچہ بچہ فنون جنگ مین کمال رکھتا تھا۔ ہائے! تب ہی تو آرین نیشن روئے زمین کی مالک بن بیٹھی تھی اور ہندوستان کی خاک تمام زخار سمندرون پر حکومت کرتی تھی۔ نتیجہ یہ کہ جب دلون مین جوش تھا سب کچھ تھا۔ اب ہمت نہین کچھ بھی نہین۔ حتیٰ کہ خود اپنا ملک غیرون کے ہاتھ مین!!!

ہان! تو یہ جوش وخروش تھا جسے سینون مین لیے بڑے بڑے مہاراجے کورو چھیتر کے میدان مین رتھ ہانکتے تھے۔ چار طرف سخت کشت وخون ہو رہا تھا۔ تلوار کے وار تھے۔ تیرون کی بارشین۔ بید ونیزے اپنا ہولناک نتیجہ الگ ظاہر کرتے تھے۔ راجہ کرن اور بہادر ارجن کا مقابلہ جانبازی کا پورا فوٹو تھا۔ دونون کی سخت لڑائی نے شجاعان ہند کو حیرت مین ڈال دیا۔ ایک دوسرے کی بربادی مین کوئی بات اوٹھا نہ رکھتا تھا۔ تیر سینون مین ترازو تھے۔ تلوارین جسم مین سمائی ہوئین۔ نیزے بدن مین غرق یہ سب کچھ تھا پر صلح نہ تھی۔ کامیابی کی امید ساری تکلیفین بھلائے تھی۔ دونون کے جسم سے خون برابر جاری۔ بدن تیرون سے چھلنی۔ مگر قدم کسی کا پیچھے ہٹے یہ ناممکن۔ لڑتے لڑتے دوپہر ہوگیا۔ اب ارجن کے بازو تیر مارتے مارتے سست پڑ چلے اور کرن نے زیادہ سرگرمی دکھانی شروع کی جس طرح دخانی انجن کی رفتار بھاپ کی بدولت گھٹ بڑھ جاتی ہے۔ مخمور خون نے رگون مین بعجلت دورہ کر کے اس کے

مضبوط بازوٴن سے جلد جلد کام لینا شروع کیا۔ اس نے مجنونانہ وار کیے۔ دیوانہ وار ہاتھ مارے۔ انیس

آمد تھی تیغ کی کہ اجل کا پیام تھا
بجلی سا ہر جگہہ فرس تیز گام تھا
یہ صف اخیر تھی وہ رسالہ تمام تھا
ششدر تھی موت چار طرف قتل عام تھا

اس غول پر کبھی تھی کبھی اوس قطار پر
پڑتا تھا ایک تیغ کا سایہ ہزار پر

مہاراجہ کرشنچندر اور ارجن دونون کو تیرون سے ڈھک دیا۔ سخت زخمی ہوے کسی کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔ پانڈوی سپاہ کو زمین پر بچھا دیا۔ کوروی تلوار کی آنچ سے زمین و آسمان جل اوٹھے۔ دشمن کو قتل کرتے کرتے دن چھپ گیا۔ پانڈوی خون بہانے شفق پھولی۔ ملک الموت نے روح قبض کرتے چراغ جلائے۔ یہان تک کہ کورون کو فتح نصیب ہوئی اور پانڈو شکست سے بے حال تھے۔

کرن! واہ!! تجھے جیسا سنا تھا اس سے کہین زیادہ پایا!!!

باب یٰسین

سترہوان دن

ہاے! کرن!!

میدان کارزار رات بھر ساکت رہا۔ اس عرصہ مین سرد ہواسے نے بے چین زخمیون کی کروٹ کئی بار بدلین۔ شب تار مجروحون کو تمام رات اپنا دامن اوڑھائے رہی۔ رینت کا نرم

بچھونا خفتگان عدم اس چین سے سوئے کہ پھر جاگنا نہین چاہتے۔ کئی گھنٹے اسی طرح گذرے۔ اتنے مین اندھیرا کم ہو چلا۔ رات نے رخصت چاہی۔ روشنی تاریکی مین ملنے لگی۔ تمام وشت بلا مین آہستہ آہستہ نور پھیل گیا آسمان کے مشرقی حصے مین کئی انقلاب ہوئے۔ پہلے سیاہی سپیدی باہم ملین۔ پھر روشنی بڑھنے لگی۔ یکایک وہ حصہ زرد ہو گیا اور سورج لال انگارے کی طرح دہکتا ہوا نکلا۔

وقت کے تغیرات تو یہ تھے۔ لاشین اس حال مین تھین۔ رہی سپاہ۔ اوس کا یہ عالم تھا۔ کہ زخمیون کی رات کا بہت سا حصہ مرہم پٹی مین گذرا۔ تھکے ماندے ذرا دیر کو سو گیے مگر دلیرون کے سینہ مین خونریز ارادے تمام رات جوش مارا کیے اونکی پلک بہت کم جھپکی فولادی ہاتھہ ہتیار رگڑتے رہے۔ پہلے بادلون سے پیرون نے بیچینی ظاہر کی۔ اور سورج نکلتے نکلتے تمام سپاہ میدان مین پہونچ گئی۔ ایک سمت پانڈوی لشکر دور تک پھیلا ہوا صدہا ننگی تلوارین سورج کی خوشگوار کرنون سے چمکتی تھین۔ سامنے کورو صف باندہے ہے! فوجی جھنڈے ایستادہ پلٹنین ہتیار لگائے لیس۔ رسالے دشمن کے جگر کی طرف نیزے تانے کہڑے تھے۔ طرفین سے ایک اشارہ ہوا اور معًا دونون طرف کی فوجین حرکت مین آگئین۔ تیر چلنے شروع ہوئے تیغین اپنے جوہر دکھانے لگین۔ راجہ کرن رتھہ مین سوار شل کو چھینی پر۔ دونون جدہر سے گذرے فوج کو پچھاتے چلے گیے۔ اشوتھاما ن پر وقت تنگ کر دیا۔ بہادر راجہ جہان جم کر لڑا خون کا دریا بہا دیا مہاراجہ یدہشٹر سے سخت مقابلہ ہوا۔ دونون فن جنگ مین کامل۔ ایک دوسرے کی لیاقتون کا مداح کرن کے

تیر جوشن توڑ کر اگر جسم مین ڈوبے تو یدہشٹر کا آتش فشان خدنگ ہڈیان توڑتا پار نکل گیا۔ راستباز راجہ نے خوب داد شجاعت دی۔ بہادری کا حق ادا کیا۔ اس جوش و خروش سے لڑا کہ کمانین دوہری ہوگئین۔ تلوارون پر باڑہ پہر رکھانی پڑی۔ انیس

گہ غرب کی جانب تو سوے شرق کبھی تھی	اور خاک مین دنبالہ تلک غرق کبھی تھی
گہ زیر فرس اور سر فرق کبھی تھی	پانی تھی کبھی ابر کبھی برق کبھی تھی

بیدست ستمگارون کے دستے نظر آئے
ہر ضرب مین سر تن سے برستے نظر آئے

تیغ و تبر چلتے چلتے گھس گیے۔ راجہ یدہشٹر کا کوئی وار خالی نہ جاتا تھا۔ مگر کرن کے زخم کاری آتے تھے۔ جب متواتر یہی حالت گذری۔ اور پے در پے وارون سے گھاؤ گہرے پڑنے لگے۔ خون کثرت سے نکل گیا تو ضعف دم بدم بڑہتا گیا۔ پیر ڈگمگانے لگے۔

کرن (ہنسکر) بس! اسی طاقت پر ناز!! پانڈوی بہادری کی یہی بساط!!! اسی برتے پر کورون سے لڑائی! چاہون تو ابھی سر اوتار لون! پر رانی کونتی سے قول ہارا! جا چھوڑ دیا!! تیری جان بخشی کی! میرے سامنے سے ہٹ اور گھر چلا جا! میدان جنگ نامردون کے لیے نہین ہے! تم سب کو ٹھکانے لگا دینا کوئی بڑی بات نہین! ایک پہر مین آرزو پوری ہو جاے! مگر لا حاصل! دشمنی تو ارجن سے ہے۔ دو تلوارین ایک نیام مین کہین سمائی ہین!! زمین کے پردے پر ہم دو سے ایک رہے گا!!!

یہ کہتے ہوے کرن نے گھوڑون کی باگ اور سمت پھیری۔ تیرون کے مینھہ برساتا دوسری
طرف چلا گیا۔ ہزارون جوان تہ خاک سلائے زمین خون سے سرخ کردی۔ بھیم کو زخمی کیا۔
نکل اور سہدیو سخت مجروح تھے۔ میدان لاشون سے پاٹ دیا۔ مردہ ہاتھی اور
گھوڑون کے انبار لگ گیے۔ بجاے پانی خون بہنے لگا۔ دلاور ارجن جو سنسپتکون کو
فتح کرکے غنیم سے لڑتا لڑاتا اودہر سے گذرا تو زخمی یدہشٹر خاک پر بیہوش پڑا ملا آنکھین
بند تہین۔ اور خون جسم سے جاری تھا۔ ارجن دیوانہ وار رتھہ سے کودا۔ اور بیخبر بہائی کی
تیمارداری کرنے لگا۔ بہت دیر مین یدہشٹر کو ہوش آیا۔

ارجن (بیچینی کے ساتھہ) ہاے! بہائی!! یہ حال!!! تمام جسم زخمون سے چور!
بدن سے اتنا خون نکل گیا! یہ مصیبت کب پڑی ہے؟ میری تباہی کا باعث کون ہے

یدہشٹر آہ وقت نازک تہا! کرن۔ اشوتھامان سے لڑتا تھا۔ اسکے ہاتھون یہ صدمہ
مجھے پہونچا۔ میدان جنگ کا کیا رنگ ہے؟ خونخوار کرن کدہر گیا۔ کتنی پانڈوی سپاہ
تہ تیغ ہوچکی۔ یا تم اوس کا کام تمام کر آئے۔ اور یہان آنا مبارکباد دینے کے لیے ہے؟

ارجن بہائی نہین! بھیم۔ کرن سے لڑ رہا ہے۔ اور........"

یدہشٹر (غضبناک ہوکر جملہ پورا کرتے ہوے) اور تجھہ مین اوس سے لڑنے کی طاقت نہین
رہی۔ اتمام ہتہیار ابہی کہول! اور مہاراجہ کرشنچندر کو دے کہ وہ کرن سے
ہم نبرد ہون۔ کیا فوج سب بہاگ گئی! کہ تو پیٹھہ دکہا کر چلا آیا۔ افسوس! مین نے
ارجن کے زور بازو پر ناحق بہروسہ کیا!! کرن سے ڈرنے والے جا! مجھے منہ

نہ دکہا!! غیرت ہے تو کنوئے مین کود پڑ!!! تیرے قول و قرار سب جہوٹے!! رتہہ پر متبرک نشان لگانے سے حاصل!! تال کے درخت کی برابر لنبی کمان لیے رہنا بے فائدہ! زورت تیری بہادری پر! لعنت ہے گانڈیو دہنش (نام کمان) کو... !!

یہ سنتے ہی ارجن کی آنکہین غصہ سے سرخ ہوگیئن۔ اور سارا بدن غیظ و غضب سے تہرا گیا۔ تلوار سونت لی۔ اور بہائی کی طرف جہکا۔

مہاراجہ کرشنچندر (ہاتھہ پکڑ کر) ہین! یہ کیا؟

ارجن گالی دینے والے کا سر الگ! جو میری دہنش کو برا کہے اوس کا خاتمہ!! اسے جان سے مارونگا! یہ ہی میرا عہد ہے!! یدہشٹر! اتنا گھمنڈ کس برتے پر! ذرا لڑا تو ہوتا! مین نے سنسپتکون کی بے تعداد سپاہ غارت کی! کوروی فوج کا تقریباً نصف حصہ میرے ہاتہون قتل ہوا۔ تو ذرا کرن کے مقابل گیا تو اوسے دیکہکر غش آگیا۔ میرے ہی زور بازو نے تیری سلطنت کوروے زمین پر پہیلا دیا۔ سمندر پار جہنڈا گاڑا۔ بہادریان تو سن لین انکے اعمال حسنہ یہ کہ جوا کہیلا۔ رائی دانو پر رکہہ دی سلطنت ہاتہہ سے دی۔ اگر بہیم مجہے برا کہے تو برحق۔ وہ کرن کے مقابل جانبازی دکہا رہا ہے۔

مہاراجہ کرشنچندر (افسوس کے ساتھہ) ارجن! جو کام تیری زبان نے دیا ہے وہ خنجر سے کبھی نہ نکلتا۔ چہوٹون کے منہ بڑون کو ایسی باتین سننا مرنے سے بدتر ہے۔ یہ تلوار گردن اوڑا کر ٹھہر جاتی۔ خنجر صرف سینہ تک پہونچتا۔ پر ان الفاظ نے بدنصیب

یدشسٹر کے دل مین ناسور ڈالے۔ روح کو صدمہ پہونچایا۔ اب بس کر! اس سے سخت تر سزا عالم مین نہین ہے "

ارجن (غصہ ضبط کرکے) ہاے! دونون طرح مشکل! خیر!! یون ہی سہی!! آہ! اور کیا چارہ!! نامرد یدشسٹر اکیلے کرن سے اتنا خوف! اچھا آج زرہ بیکر جسم سے اوسے خاک پر سُلا کر اوتر یگی! اور ہتیار اوس کا کام تمام کرکے کھیلین گے۔!! یدشسٹر کے بدلے کرن سہی! سر کے عوض سر ضرور لیا جائیگا! "

یہان تو گھر مین تلوار چل رہی تھی۔ میدان مصاف کا ایک وسیع حصہ بہادر بھیم کے حملون سے کانپتا تھا۔ اسنے حریف کی سپاہ کو مارتے مارتے بیدم کر دیا۔ انیس

اللہ رے ہل چل کہ جدا ہو گیے یکبار	گردن سے تو سر جسم سے دم ہاتھ سے تلوار
نیزے سے انی برچھی سے پھل تیر سے سوفار	ہاتھون سے کمانین تو کمانون سے کماندار

سینہ کی نہ دل کو نہ خبر دل کی جگر کو
تلوار تلے چھوڑ گیا باپ پسر کو

خود بھی زخمی مگر پرے کے پرے خاک پر سلا دیے دوشاسن کو زمین پر پچھاڑا۔ چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ سر تن سے جدا کر دیا۔ اور رسنہ لگا کر خون پینے لگا۔

بھیم (جوش کے لہجہ مین) قول پورا!! اور بات سچی!! جو کہا تھا کر دکھایا! خون مین نے پیا! چرند و پرند!! اسکی ہڈیان تم چبالو!!!

پیارے ناظرین زخمی یدشسٹر کو آپنے بالکل بھلا دیا! ذرا وہان پھر چلئے۔ دیکھو!

ارجن اوپر کے الفاظ کہتا ہوا اٹھہ بیٹھا! تیر وکمان سنبھالی! اور رتھہ پرسوار ہو کرن کے مقابل جا جما ہے!! طرفین سے تیر چلنے شروع ہوئے۔ پے در پے وار ہونے لگے لوہا خوب برسا۔ سنکھون کی آواز سے میدان گونجتا رہا۔ سخت حملون سے زمین کانپتی رہی۔ تلوارین رن مین خوب چمک رہی تہین۔ خون پھیلا ہوا تہا۔ فولادی تیر دونون کے جسم مین ترازو تہے۔ بدن پر کاری زخم۔ فوجی وردی خون مین تربتر! یہ تمام باتین تہین۔ مگر قوی بازون مین ضعف نہ تہا۔ دلون مین وہی جوش وخروش۔ ٹھیک دوپہر۔ اور لڑائی کی یہ گرم بازاری بدن سے پسینا ٹپکتا تہا۔ سپاہ کی زبان پر کانٹے پڑے تہے۔ مگر دونون مین سے کوئی دم لینے کا نام نہ لیتا تہا۔ سورج کی عمودی شعاعین مجلا ہتہیارون کے ساتھہ بہ ستور شوخیان کر رہی تہین۔ اور لاجواب ہتہیار گلابی رنگ مین اپنے جوہر دکہا رہے تہے۔ ہار رہوا بار بار خاک کا مرہم زخمون پر رکہنی تہی۔ مگر یہ جان سے بیزار تہے۔ انہون نے موت کو سب پر ترجیح دی۔ خاکی اجسام آخر کار خاک مین ملا چاہتے تہے۔ سہر پہرون پڑنے کے آرزومند۔ کرن اور ارجن نے دوئی کا نشان عالم سے مٹانے کی قسم کہائی تہی۔ کئی گہنٹہ سے دونون دیوانہ وار حملے کر رہے تہے۔ ایک کو دوسرے کے وارون سے فرصت نہ تہی۔ زخمی دونون تہے۔ تکان بہی برابر مگر راجہ یدہشٹر کے غیرت دلانیوالے الفاظ نے ارجن کو بغایت خونخوار بنا دیا تہا۔ "ہاے! کل مین نے شکست کہائی!!" یہ لفظ پانڈوی خون کو حالت سیال سے بہاپ بنانے مین آگ کا کام دے رہے تہے۔ جس کے مارے ارجن کے اعضا انجن کے پرزون کی طرح بڑے زور سے حرکت مین تہے۔

حرارت عزیزی پچھلے دنون کی نسبت سہ چند ہوگئی تھی۔

صرف ایک پہردن باقی تھا کہ کرن کے رتھ کا بایان پہیہ زمین مین دہنس گیا۔

کرن (گھبراکر) ارجن! ذرا ٹھہر!! پہیہ دلدل سے نکال لینے دے!! دیکھہ خبردار! بزدلون کی طرح اس حال مین وار نہ کیجیو! تم چہتری ہو! اور چھتریون کا یہ دہرم نہین ہے"

یہ کہتے ہوے کرن نے رتھ کے پہیہ کو دونون ہاتھون سے پکڑ کر کھینچا۔ پر وہ نہ ہلا۔

مہاراجہ کرشن چندر (طنزاً) کرن تم تو بڑے دہرماتما نکلے! تمام عمر انصاف کو ہاتھہ سے نہین دیا۔جعلی پانسون سے بہولے بہالے یدہشٹر کا سارا راج جیت لیا! تیرہ برس جلا وطن رکھکر بیچارے پانڈون کو کورا جواب ملا۔پانچون بہائی جل مرین اس لیے بارناورت مین آگ لگوادی! بیچاری دروپدی کو سر عام ننگا کرنا چاہا۔کمسن ابھمن گھیر کر مار ڈالا گیا۔تمھارا دہرم یہی تھا! شرم وحیا کے یہی معنی! انصاف اسی کو کہتے ہین! ایمانداری ہو تو ایسی!....."

یہ واقعات ایسے نہ تھے جو دل پر بلا اثر کیے گذر جاتے۔کورون کی پے درپے بے ایمانیان یاد کرکے ارجن کے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا۔اور بدن تھرا اوٹھا۔ تیر قضا کمان مین رکھکر زور سے کھینچا اور سنسناتا ہوا کان کے پاس سے چھوڑ دیا۔خدنگ اجل کرن کی عین گردن پر بیٹھا۔اور سر کٹ کر خاک پر آپڑا۔

"ایک نور جسد سے نکلا اور نور مین جا ملا"

باب اکیس

اٹھارہوان دن

شبخون

بیچے کھچون کی جان لینے کے لیے سورج کورو چھیتر کی سرزمین پر آخری مرتبہ پھر چمکا! دم واپسین کی طرح نسیم سحری کے دو چار جھونکے اور آئے۔ دامان صحرا کے گلنار ہونے مین تھوڑے رنگ کی کسر تھی۔ وہان کی خاک نے اپنی پیاس بجھانے کو ذرا سا لہو اور مانگا۔ اب تھوڑی سی فوج رہ گئی تھی۔ باقی سب تہ تیغ۔ کوروی سپاہ مین صرف دس ہزار ہاتھی۔ گیارہ ہزار رتھ۔ دو لاکھ سوار اور تین لاکھ پیدل تھے۔ اور پانڈون کی طرف ایک ہزار پچاس ہاتھی۔ پچاس ہزار رتھ۔ تین ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے بس کل کائنات یہ ہی تھی۔ دونون کی قسمتون کا اسی پر انحصار تھا۔ کوروی فوج کا سپہ سالار راجہ شلؔ بنا اور پانڈوی سپاہ کی کمان مہاراجہ یدہشٹر نے خود لی۔ پھر وہی میدان تھا اور وہی خونریزی کا سامان۔ لہو کے فوارے اوچھلنے لگے اور سرون نے تن سے گرنا شروع کیا۔ تلوارین جسم مین پیر گئین۔ نیزے سینون مین سمائے۔ قادر انداز ارجن کے جانستان تیر اشوتھامان کے عین سینہ پر بیٹھے۔ بہادر سہدیو نے شکنؔ کو خاک پر سلا دیا۔ افسوس! کرن کے تینون بیٹے بھی آج کام آئے۔ کوروی سپہ سالار کے ہزار مین ایک گہرا زخم یدہشٹر کے بدن پر آیا۔ قتل کا بازار بے طور گرم تھا۔ لاشون کے انبار لگ گیے تھے۔ چار سمت خون کا دریا لہرین مار رہا تھا۔ سورج کی تیز شعاعین

بہتنے ہوے خون مین عجب دل لبہانے والے انداز سے پڑتی تہین ۔ انیس

نیزون کو ہلاتے تہے جو رہوار فتن کے	ٹکڑے بہی زمین پر نہ ملے اونکے بدن کے
جنگل مین چھپے آئے وہان شیر جو بن کے	بہاگے وہ ہرن ہوکے بہادر تہے جو رن کے

سلطان سے جوانمردون کے دل توڑ دیے تہے
نیزون کے دم تیغ نے منہ موڑ دیے تہے

پانڈون کا زور بازو دم بدم غالب آتا گیا۔ اور کوروی سپاہ گہٹتی گئی ۔ راجہ یدہشٹر نے جھنجھلا کر ایسا کاری برچھا مارا کہ پہلو توڑتا ہوا راجہ شل کے دل مین سما گیا۔ وہ معًا نیچے گر کر تڑپنے لگا اور جان آنًا فانًا مین نکل گئی ۔ یہ دیکھکر کوروی سواروں نے جان توڑ حملے کیے ۔ اور پیدل جان پر کھیل کر لڑائی کی جلتی آگ مین کود پڑے ۔ حریف پر غالب آنے کی ہر طرح کوشش کی ۔ مگر بے فائدہ ۔ نتیجہ برعکس ہی نکلتا گیا۔ پانڈوی تلوار نے ستم ڈہا رکھا تہا ۔ ہر طرف صفین خالی تہین ۔ لاشون سے گڑہے پٹ گئے تہے ۔ میدان مردون سے پاٹ دیا۔ اس سنگدلی کے ساتھ تلوار کبہی نہین چلی ۔ ایسا قتل عام کم ہوا۔

ہاے ! پیارے ناظرین تم یہ سنکر کانپ اوٹھوگے کہ آخر کار کورون کی گیارہ اکشوہنی فوج مین سے صرف تین آدمی (کرت برمان ۔ کرپا چارج ۔ اشوتہامان) بچے ۔ باقی سب کورو کہیتر کی خاک پر آنکھین بند کیے بیدم پڑے تہے ۔ دریودہن نے رن کی زمین کو حسرت سے دیکھا مقتول جان نثارون پر آنسو بہاتے نظر کی متواتر سرد آہین کھینچین ۔ اور جب کچھ چارہ نہ دیکھا اپنی قسمت جنگل کو سونپ دی ۔ آہ ! وہ شخص جسنے اٹھارہ دن تک کورو کہیتر کی

خاک پر اپنی سپاہ سے خون کے دریا بہائے۔ جان بچانے کی خاطر میدان جنگ سے اکیلا جا رہا تھا۔ اور رفتہ رفتہ نظرون سے غائب ہوگیا۔

چہرہ غبار آلودہ۔ ہونٹ پیاس کے مارے خشک۔ پسینہ کے قطرے پیشانی سے ٹپکتے ہوے۔ ہاے! دریودہن اس حال سے کلیجہ پکڑے رنج و غم کا بھاری پتھر سینہ پر رکھے ننگے پانون مصیبت کی راہ طے کر رہا تھا۔ ناگہان سنجی (رتھبان) سے دوچار ہوا۔ کسی کو پوچھنے گچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ پریشان حالی نے جو مصیبت پڑی تھی خود کہہ سنائی۔ بے سروسامانی اپنا سارا حال بتا گئی۔ دونون کچھہ کہا چاہتے تھے۔ مگر رنج و غم نے اجازت نہ دی۔ ایک دوسرے کو دیکھکر بس رو پڑے۔ جب غم چھنٹا۔ اور جی کچھہ ہلکا ہوا تو سنجی نے کیفیت پوچھی۔

دریودہن (روکر) ہاے! جو ہونا تھا ہو چکا!! ساری سپاہ کام آئی۔ میری گیارہ اکشوہنی فوج مین صرف تین شخص بچے ہین۔ باقی سب تہ تیغ! کوروی جھنڈا خاک پر گر پڑا۔ آہ! فتح کیسی! پوری شکست کھائی۔ ساری امیدین خاک مین مل گئین۔ وہان اگر کچھہ دیر اور ٹھہرتا تو سواے اسکے کہ مقتولون کا ایک نمبر اور بڑھ جاے کوئی فائدہ نہ تھا۔ بچے کھچون کو انکی قسمت پر چھوڑا اور مین (کان مین کچھہ کہکر) گمنامی کے باقی دن وہان کاٹونگا۔ لو رخصت اور روانگی!

یہ لفظ کہتا ہوا دریودہن آگے بڑھ گیا۔ سنجی کے دل پر ایک چوٹ لگی اور وہ بدحواسی کے عالم مین کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ پھر کچھہ سوچ کر منزل مقصود کی راہ لی۔ سفر کے واقعات

سُنے نہ تھے۔ کسی نہ کسی مسافر سے ملاقات ہو ہی جاتی ہے۔ راستہ معمولی وقت مین طے ہوگیا۔ اب سنجی۔ دھرتراشٹ کے حضور مین تھا دیکھا چارطرف بیگمات کا ہجوم ہے سب ڈاڑہین مار مار کر رو رہی ہین۔ گھر ماتم سرا بنا تھا۔ حالات جنگ کا خلاصہ تو زبان حال سے پُرنم آنکھون نے سنا دیا۔ اور کوروی تباہی کی پوری داستان سنجی نے خود بیان کی یہ سنکر کہ شکن اور شلی دونون مارے گیے۔ اشوتھامان نے بے سری فوج دیکھکر لڑائی سے ہاتھہ کھینچ لیا۔ اور تمام سپاہ مین صرف تین شخص زندہ ہین۔ اندھے راجا پر گویا بجلی گری۔ اور سر سے پیر تک سناٹا ہوگیا۔ ایک نئی بات سنیئے!

دنیا کے جس حصے کو دیکھو ایک نیا منظر پیش نظر ہوگا۔ ایک جنگل ہے ہرا بھرا۔ اور پانی ہی بند۔ آپکے کان بدنصیب انسان کی دلگداز آواز سے اگر آشنا ہین تو چند لفظ اُن تک ضرور پہونچے ہونگے۔

.........ایک دفعہ قسمت آزمائی اور!.......آخری کوشش پھر سہی.......!!!

آہ! جو ہونا تھا ہوچکا!! اب کچھہ نہین۔ مجھے اسی حال مین چھوڑ دو! اور تم رخصت! ہمیشہ کے لیے!!

اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد۔ وہان کوئی نہ تھا۔ پیپل کے دو ایک درخت تھوڑی سی زمین پر سایہ کیے تھے باقی جنگل سورج کے ظالم ہاتھون پامال تھا۔ ریت کے ذرّے دھوپ مین بڑھیا ہیرے کی طرح چمکتے تھے۔

فتحیاب پانڈون کے کیمپ مین خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔ مگر کامیابی کی خوشی

مین جنگی ضرورتین بالکل بہلا نہین دی گیئن رانی کونتی کے بہادر بیٹے اپنے کام مین ہمہ تن مصروف ۔ لیکن میدان جنگ سے بہاگنے والے کا کہین پتہ نہ تھا ۔ بہت کچھ خاک چھانی پر سراغ نہ ملا ۔ مجبوراً تھک کر بیٹھ گیے اور غور و فکر کے جاسوس ہر طرف دوڑا دیے ۔ تھوڑی ہی دیر گذری ہو گی ۔ ایک اجنبی انکی طرف آتا نظر پڑا ۔ ہاتھ مین تیر و کمان ۔ اور پیٹھ پر جال مین شکار کیے ہوے چند پرند ۔ وہ بھیم سین کی طرف جھک کر کہنے لگا ۔

صاحب! سپاہیانہ لباس مین آخری وقت ہنس کہہ ہونے سے یہ نتیجہ نکالنا کیا کچھ دشوار ہے کہ آپکو فتحیاب پانڈوی لشکر سے تعلق ہے ۔ آپ یہ سنکر خوش ہونگے کہ دریودہن جسکے لیے تمام جنگل کی خاک چھانی یہان سے نو کوس پر تالاب مین چھپا ہے ۔ مین حسب معمول وہان شکار کہیلتا تھا ۔ ایک شخص نے تالاب پر آ کر آواز دی اندر سے مایوسی بخش جواب ملا ۔ جو شخص غور و فکر کرنیکا عادی ہو دنیا کے ایسے خفیف معاملات سے بھی اہم نتائج نکال سکتا ہے ۔ چنانچہ میرے یہ الفاظ پایۂ صداقت سے کسی طرح نہین گر سکتے "

پانچون بہائیون نے نووارد کی باتین کان لگا کر سُنین ۔ خوشی سے اوچھل پڑے ۔ اور تعاقب پھر شروع کر دیا ۔ گھوڑون کو گھر کتنی دور ۔ نو کوس نو قدم کی برابر ۔ ذرا دیر مین وہ مقام آ گیا ۔ آہ! جہان چتر شاہی کے بجاے دریودہن کے سر پر گدلا پانی لہرین مار رہا تھا ۔

یدہشٹر (لب تالاب کھڑے ہو کر) او نامرد! تالاب کی کیا حاجت! اشرم والے کو

ایک چلّو بہت۔ دریودھن! باہر نکل! اور داد شجاعت دے! عورتوں کی طرح دُبک کر راجپوتی کو بٹّا نہ لگا۔ آخری تلوار سونت اور جان پر کھیل جا!"

آواز آہ! سارا خاندان غارت!! میرا گھرانا تباہ! سلطنت کی ہوس اب نہیں ہے! اس اکیلے دم کے لیے خونریزی سے حاصل! زندگی کے دن خاک پر نہ سہی پانی میں کٹ جائینگے۔ دشمنی کی آگ اب ٹھنڈی ہو جائے یہ ہی اچھا! ورنہ چپار بنسی جوہروں کو میرے دل نے بھلا نہیں دیا ہے! راجپوتی جوش و خروش ابھی پانی تلے چھپے ہیں۔ پر میں مسلّح نہیں ہوں۔ ایک گرز پڑا ہے! وہ بھی ناکارہ! اگر اپنی بہادری پر تمہیں گھمنڈ ہو تو دو دو ہاتھ پھر سہی! ایک ایک آئے اور خون چاٹ لے!"

بھیم (غضبناک ہو کر) بس بیہودہ نہ بک! باہر آ کر یا تو خود دشمن کے کلیجے میں خنجر اوتار دے یا پانڈوی تیر کو اجازت دے۔ تیرے جگر میں سما جائے! اس بے حیائی کو چھوڑ اور سر میدان جم جا!"

یہ وہ جگر خراش لفظ تھے جنہیں سنکر چھتری نسل کا کوئی آدمی ضبط نہیں کر سکتا۔ گویا دریودھن کے دل پر ایک تیر لگا۔ وہ تڑپ کر باہر آ پڑا اور دوسرے ثانیہ میں اس کے ہوش ربا نعرہ سے جنگل گونج رہا تھا۔

دریودھن او بے ادب! خاموش!! زبان طعنہ روک! اور زور بازو دکھا! سب کورو چھتری کے میدان میں آ گئے۔ موت پھر لے آئی۔ راجہ یدھشٹر نے ہتھیار پیش کیے۔

دریودھن (زرہ اوٹھاکر) بس ایک یہ ! اور کچھ نہیں ! یہ ہی نکما گرز مغرور سر توڑ دیگا۔

او بھیم ! سنبھل قضا انتظار نہین کھینچا کرتی (ہاتھہ چھوڑکر) یہ وار ! اور موٹے سر کے ٹکڑے !!

بھیم (چوٹ بچاکر) خالی ! (اپنا وار کرتے ہوسے) لے اب دغاباز ہڈیاں چور !

دریودھن اوکچھہ نہین ! (اپنا گرز زور سے مارکر) کھٹاک ! دیکھا اس طرح !!

یون ہی وار پر وار ہوا کیے ! دونون طاقتور اجسام آہنی چوٹین برابر سہتے رہے ! کئی گھنٹے گذر گیے تماشائیون مین سے کوئی بھی پیشین گوئی نہ کرسکا کہ موت کسکی قسمت مین لکھی ہے۔ بدن پر نیل پڑ گیے تھے۔ پے در پے صدمون سے جلد کی حالت بگڑتی جاتی تھی۔ سب کی نگاہین ادھر ہی لڑی تھین۔ نتیجہ کا ہر طرف بے صبری کے ساتھہ انتظار تھا۔ مگر منٹ پر منٹ گذرتے گیے حتیٰ کہ پورا گھنٹہ ہوگیا۔ پھر منٹ شروع ہوے اور انتظار کرتے کرتے دوسرا گھنٹہ بھی ختم کردیا۔ گھڑیال دنیا مین ایک دفعہ اور بج گیے۔ لیکن گرزون کی آواز کے سوا کچھہ نہین۔ اور امراءِ ہند کی ریت گھڑیان پھر الٹی گئین ثانیہ گذر کر ساعت کی نوبت پہونچی۔ اور گھڑیون سے ملکر پھر بنا۔ اہل یورپ کی ایجاد مین دوسوئیون نے مثلث بنادیا پھر دہلی کے گھنٹہ گھر کی سی آواز گرزون سے برابر آیا کی ہر کاری وار پر دونون جنگجو اپنے طرفدارون کی طرف دیکھہ داد لیتے جاتے تھے۔ اب حاضرین مین اضطراب بڑھنے لگا اور طرفین کے دلون مین بےچینی پھیل گئی۔ مہاراجہ کرشنچندر نے ارجن کے کان مین کچھہ کہا۔ باہم لڑائی بدستور جاری تھی۔ لیکن نتیجہ ابھی نہین نکلا۔

دلیر بھیم نے گرز کی ایک سخت چوٹ لگاکر حسب معمول اپنے طرفداروں سے داد چاہی۔
جواب مین ارجن نے اپنے زانو پر صرف ہاتھہ رکھدیا بھیم کا چہرہ خوشی سے چمک گیا۔
خون نے یکایک فوری حرکت کی۔ اور دونون ہاتھون سے اپنا جانستان گرز مضبوط پکڑ
دریودھن کے زانو پر اس زور سے مارا کہ ہڈی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیے۔ اور ایک
لات سر پر رسید کی۔

دریودھن نے درد سے ایک چیخ ماری اور تیوراکر خاک پر گر پڑا!!

بلبھدرجی (مہاراجہ کرشن چندر کے بھائی) کو جو تیرتھہ یاترا کرتے وہان آنکلے تھے یہ دیکھکر
غصہ آگیا تلوار میان سے کھینچ لی کہ بھیم سین کا سر اوتارلین (غضبناک ہوکر) او بھیم!
ناانصافی اور دغا!! اسکے کیا معنی! راجپوتون مین ناف تلے گرز نہین مارا جاتا!
طرہ یہ کہ سر پر لات ماردی! (تلوار اونچی اوٹھاکر) بے ایمانی کی سزا بس یہی ہے!
مہاراجہ کرشنچندر (بھائی کا ہاتھہ پکڑ کر) ہین! ہین!! ایسا غضب نہ کرنا!! سرتاسر انصاف
ہوا ہے۔ پانڈوون نے دھرم کبھی نہین چھوڑا۔ دروپدی پر سر دربار ظلم ہوا۔ وہ دن
یاد کیجیئے۔ بہادر بھیم کا عہد کیا تھا۔ پانڈون کی رانی کو جسپر بٹھنے کا حکم ہوا وہ زانو
یہ ہی ہے!!

بلبھدرجی دم بخود رہ گیے اور شرم سے گردن جھکالی۔ راجہ یدہشٹر باوصف چھتری
ہونے کے انتہا کا رحمدل تھا۔ بجاے اس کے کہ دریودھن کے زخمون پر ہنسے وہ
زار زار رونے لگا۔ فتحیابی کی خوشی عزیز واقارب کے ماتم پر غالب نہ آسکی۔

یدشٹر (رو کر) دریودہن! تیری قضا! میرا کچھ قصور نہین!! مین نے اپنے گذارہ کے لیے صرف پانچ ہی گانون مانگے۔ تو نے وہ بھی نہ دیے! تقدیر! تقدیر!! ہاے! اس مین یہ ہی لکھا تھا! اسکے آگے کسی کی نہین چلتی! جو فتح رشتہ دارون کا خون بہا کر حاصل ہو اوس پر ہزار لعنت! مین ایسے راج سے باز آیا۔ مگر اب یہ باتین بے سود ہین!! جو ہونا تھا! ہو چکا!! نصیب مین یون ہی بدا تھا کورو چھیتر کی زمین کو خون سے رنگنا تھا۔ رنگ گئی۔ ہاے افسوس!"

راجہ یدشٹر سرد آہین بھرتا کیمپ کو لوٹ گیا۔ یہ خبر ہستنا پور جلد پہونچ گئی۔ کہ دریودہن کوئی دم کا مہمان ہے۔ یہ سنتے ہی محلات مین کہرام مچگیا۔ دہرتراشٹ نے بیٹے کے غم مین گریبان چاک کیا۔ کورون کی تباہی سنکر ہر فرد بشر کی آنکھ سے آنسو جاری تھے ہستنا پور مین غمناک سین کھنچا تھا۔

یہان زخمی دریودہن درد سے تڑپ رہا ہے۔ تین شخص جو زندہ بچے پاس سرنگون بیٹھے ہین۔ انکا راجا باتین کرتے کرتے غافل ہو جاتا ہے۔ ضعف بدرجہ غایت بڑھا ہوا ہے بات مشکل سے نکلتی ہے۔ مگر قوت ناطقہ بالکل زایل نہین ہوئی۔ وہ کچھ کچھ کہہ سکتا ہے ہوش و حواس ابھی ٹھکانے ہین۔ سنو! باہم آہستہ آہستہ کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔ دفعتاً مجروح راجا کے چہرے پر خوشی کی جھلک آگئی۔ کچھ کہا۔ ازانجملہ اشوتھامان کے سپہ سالار ہونے کی وصیت کی۔ اور وہ پھر غافل ہو گیا۔ دن چھپا چاہتا ہے معلوم نہین پانچون پانڈو اور مہاراجہ کرشنچندر کہان ہین؟

اب سورج چھپے بہت دیر ہوئی۔ عالم مین گھٹا ٹوپ اندہیرا چھا رہا ہے۔ رہ نوردان شب کے دیا دکھانے والے ستارو! تم بھی بادلون مین چھپ گئے! رات کے چلنے والے مسافرون کو اب دھندلی روشنی بھی نصیب نہین۔ ساون بھادون جیسی اندہیری جھکی ہے۔ وقت کے اندازہ کا کوئی پیمانہ پاس نہین۔ رات کی سنسانی اور سکوت اگرچہ چاہے یہ نتیجہ نکال لو کہ ٹھیک آدہی رات ہے۔ تمام عالم خاموش۔ چرند و پرند سب سوئے ہوے۔ ہوا سے درخت کے پتون کی کھڑکھڑاہٹ کبھی کبھی رات کے سناٹے مین خلل ڈال دیتی ہے۔ تاریکی یہ کہ الامان۔ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا آسمان کے رہنے والے تارے! پردۂ ابر کے پیچھے سے ذرا جھانک۔ اور رات کے بھٹکنے والون کو اپنی کمزور روشنی کی ایک شعاع پہونچا دے! او چاند! اپنا لیمپ تو ہی دکھا!! ہاے! اس وقت کوئی نہین سنتا۔ سب نیند کے متوالے ہو رہے ہین۔ پھر دنیا کا ہوش کسی کو نہین ہے۔ اندہیری رات اس وقت تیرے سوائے ہمارا ہمدرد اور کوئی نہین۔ خفتگان عدم کی نگہبان تو ہی ہے۔ جنگ کے مقتولون کو اپنی چادر اوڑہائے رہنا۔ ایسا نہو اوس اُن پر اپنا زہریلا اثر کر جائے۔ جہانتک بنے اوس سے بچائے رکھیو!

ہان صاحب! آدہی رات ہے اور بارہ بج گئے ہین۔ پانڈوی کیمپ مین بالکل سناٹا ہے۔ تمام لشکر بیخبر سو رہا ہے۔ پہرے والے بھی اپنا منصبی فرض اچھی طرح ادا نہین کرتے۔ کامل اطمینان ہر دل مین جاگزین ہے۔ اور فتحیابی کی مسرت نے

تمام دور اندیشیان بہلادی ہین۔ حصول مقصد نے ہر پانڈوی سپاہی کے دل مین سکون پیدا کردیا۔ بے اطمینانی نہین رہی۔ نہ کوئی آرزو آیندہ باقی ہے۔ جسکے برآنے کی تمنا ہو نیند کب آتی ہے؟ جب بے فکری ہو!۔ آرزو برآئے اور فکر جاتی رہے۔ چنانچہ تمام پانڈوی لشکر اسی باعث پانون پھیلائے سورہا تھا۔ شکست نصیبون کی حالت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ آرزوئین اور مصیبتین دونون ساتھ ہین۔ تمنا دنیا بھر کی بلائین لے رہی ہے۔ آرزومند کو دن رات کبھی چین نہین۔ دوپہر اور آدھی رات اوسے برابر ہے۔ وقت تو یہ ہے! اور اندھیری ایسی جھکی ہے کہ کچھ دکھائی نہین دیتا۔ مگر کچھ پیرون کی چاپ برابر آرہی ہے۔ آرزومندون کے بدنصیب تلوے ضرور مسافت طے کررہے ہین۔ یہ آواز پانڈوی کیمپ سے دم بدم قریب ہی ہوتی گئی۔ بجلی کوندی تو ایک سنگدل دبے پانون پانڈوی کیمپ کیطرف جارہا تھا۔ دو شخص گھات مین اور لگے ہین۔ پہلا شخص بڑھتا ہی گیا۔ اب پانڈوی کیمپ کی حد شروع ہوگئی ہے۔ اور دروازہ پر ایک شخص شیر کی کھال کا سا لباس پہنے پھرا دے رہا ہے۔ بجلی لوکی۔ ساتھ ہی ایک نہایت عمدہ تلوار ہوا مین چمک گئی۔ اور جھنجھناتی ہوئی پھرے والے کے شانے پر پڑی۔ بہت عجلت سے دوسرا وار پھر ہوا۔ پر حملہ آور کو یقین تھا کہ کاری زخم ایک بھی نہین آیا۔ خونریز حملہ تیسری بار اور ہوا۔ مگر نتیجہ وہی مایوسی بخش۔

ہمارے حملہ آور کو یکایک کچھ یاد آیا۔ اور معاً اپنا سر ادب سے اوسکے قدمون پر جھکا دیا۔

پھیری والا[۱] - ہان! تو وقت آگیا!! سونے والو! عمر ہو چکی!! اب خاک مین ملنا ہے! بزدل جوان! اچھا اجازت! جا شبخون مار! اور باپ کا بدلا لے"
یہ کہکر پھیرے والا دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا - حملہ آور مسکراتا ہوا آگے بڑہا - ذرا ٹھٹکا! آہٹ لی! اور بڑہا!! ایک خیمہ کو ہاتھ سے ٹٹولا - بجلی پھر چمکی - غور سے ہر طرف دیکھا پردہ اوٹھنے کی خفیف آواز آئی - اور جوان ڈیرے مین داخل ہو گیا - وہ ہی تلوار سخت چیز سے لگ کر جھنجھنائی - تھوڑی دیر کے بعد پھڑ پھڑ و چیخ کے ساتھ کھٹکا اور ہوا وہ ہی خاموشی پھر! بے رحم خنجر تیسری مرتبہ کسی کے نازک سینہ پر چلا - بعدہٗ وہ ہی سناٹا! اب کسی چیز کے بہنے کی آواز اچھی طرح آنے لگی - آہ کیا یہ بیگناہون کا خون تھا کہین میٹھی نیند سونے والے بیدردی سے قتل تو نہین ہو رہے ہین - سنو! یہ چوتھی آواز ہے! اور ساتھ ہی کوئی کراہ رہا ہے! اب سکوت بس ٹھنڈا ہو گیا - ہائے! ہائے!! پانچوین بار وہ ہی تلوار چلنے کی آواز ہے سنو! کوئی تڑپتا ہے (بجلی چمکی) آہ! آہ!! بہتا ہوا خون یہان تک آپہونچا - اور ساتھ ہی قاتل خیمہ سے نکلا - موت اب کدہر چلی؟ بجلی کی روشنی مین دیکھو سنگدل وہ جا رہا ہے - اور تلوار سوتی ہوئی سپاہ کا خاتمہ کرتی جاتی ہے - بے خبر لشکر تہ تیغ

---

[۱] اصل سنسکرت کتاب مین ان بزرگوار کو شیوجی مہاراج کی ذات سے تعبیر کیا ہے ہند اور یورپ - یونان مصر - ان سب کی تواریخ قدیمہ ایسے ہتھکنڈون کے اندراج کا فخر رکھتی ہین - وجہ یہ کہ انمین زمانہ حال کے خلاف مذہبی عقائد اور علم تاریخ دونونکو باہم شیر و شکر کر دیا گیا ہے (مترجم)

ہور ہا ہے۔ ابکی دفعہ تلوار ایک مضبوط گردن پر چلی۔ اور ساتھہ ہی بجلی نے دکھا دیا۔

قاتل (چونک کر) یہ کون ہے شکھنڈی۔ اہا ہا! بھیشم پتامہ کی تباہی کا باعث! کوروی شکست کا بڑا سبب! خوب مارا۔ میری محنت ٹھکانے لگی۔ اے تلوار! ابھی رُک نہین! وفادار بازو! کام کیے جاؤ! جن ہاتھون ہمارا گھرانا تباہ ہوا ہے۔ جہان تک ہوسکے اونہین تہ تیغ کرنے دو۔ میری یہ آخری کوشش تھی۔ کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھونگا۔

یہ کہتے ہوے دھرشٹ دیومن (اپنے باپ کے قاتل) کا کام تمام کردیا۔

کوئی (زور کی آواز سے) پچھلے پہر سے پانڈوی کیمپ مین یہ کون پھر رہا ہے! (بجلی کی روشنی مین گھبراہٹ کے ساتھہ چارطرف دیکھکر) ہاے! اسکٹے سر اور لاشین! قتل اور غارت! جوانو! جاگو! شب خون مار گیا ہے!

تمام کیمپ مین جاگ ہوگئی۔ نووارد قاتل پر جھپٹ پڑا۔ دو چار ہاتھہ ہوے۔ مگر سنگدل کو اندھیری رات نے پناہ دی۔ وہ بچ نکلا۔ اور پانچون سر لیتا ہوا دشمن کے کیمپ سے نکلگیا۔

ابھی کچھہ رات باقی تھی۔ کینہ ور دریودھن کی آنکھین کسی کے انتظار مین برابر کھلی رہین وہ اوسے دیکھکر خوشی سے اوچھل پڑا۔

دریودھن (ہنسکر) اشوتھامان! کامیاب ہے بدلہ لیا یا نہین؟ **اشوتھامان** (شبخون مارنے والا شخص) پوری کامیابی! اور یہ پانچون نابکارون کے سر ور سر

(روبرو ڈالکر) یہ !"

دریودہن نے جو پانڈو کی جان لینے کے لیے برابر دانت پیس رہا تھا دونون ہاتھون سے دبا کر سارے سر توڑ ڈالے۔ یکایک وہ خاموش ہو گیا! اور چہرے سے افسوس کی علامتین ظاہر ہونے لگین۔

دریودہن یہ سب تو بہت آسانی سے ٹوٹ گیے! کیا بھیم کا سر انہین مین تھا؟ نہین! نہین!! وہ اس طرح کبھی نہ ٹوٹتا۔ ضرور دہوکا ہوا۔ اشوتھامان! غالباً تو نے خطا کی!"

اب تمام مین روشنی پھیل گئی تھی۔ اور دریودہن اچھی طرح پہچان سکا کہ یہ یدہشٹر بھیم۔ ارجن۔ نکل اور سہدیو کے سر نہین ہین۔ ایک سرد آہ بھری اور رو کر کہنے لگا۔

اشوتھامان! غضب ہوا! ہاے! ایک بڑا گناہ اور! تو نے دشمنون کے بدلے میرے بھتیجون (دروپدی کے پانچ بیٹے) کے سر اوتار لیے کرت برمان اور کرپاچارج تمنے بھی خطا کھائی! ناوان بچے قتل کر ڈالے گیے! افسوس میری یہ درخواست نہین تھی!! مین سرکش بھائیون کے خون کا پیاسا تھا! معصوم بچون کی جان ناحق مین مفت گئی"

دریودہن کی حرارت غریزی کا خاتمہ تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ خون بھی جسم مین نام کو باقی نہ تھا۔ ایک ذراسی پھونک تھی۔ سو دشمنون کے سر کاٹے جانے سے کامیابی

کی مسرت۔ دوم بیگناہ بھتیجون کے خون کا صدمہ۔ شادی وغم اکھٹے ہوتے ہی وہ بھی نکل گئی۔ یہ ہی اسکی قسمت ہین لکھا تھا۔!

باب بائیس

ہائے! ہائے!!

پانچون پانڈو اس حال سے بے خبر اپنے کیمپ سے چند میل کے فاصلے پر رات بسر کر رہے ہین مہاراجہ کرشنچندر کی دور اندیشی کام آئی۔ صاحب ممدوح کی بدولت انکی جانین بچ گئین۔ ورنہ سب وہین کھیت رہتے۔

دن نکلا ہی تھا کہ دھرشٹ دیومن کا رتھہ بان جو شبخون سے زندہ بچا تھا بدحواسی کے ساتھہ دوڑا ہوا آیا۔ اور اندوہناک خبر پانڈون کو پہونچائی۔ سب سنکر اشکبار ہو گیے یدشٹر نے اپنے تئین بمشکل سنبھالا۔ اور سب کشتگان شب پر آنسو بہانے میدان جنگ کو چل دیے۔ زار زار روتے اپنے کیمپ مین آئے۔ دیکھا تمام عزیز و اقارب کٹے پڑے ستھے۔ اور سارے میں خون پھیلا ہوا تھا۔ رانی دروپدی کی حالت بچون کے جانکاہ صدمے سے دگرگون تھی۔ دل کو قرار نہ تھا۔ غم کے سمندر مین طوفان آرہا تھا۔ کشتی صبر تباہ تھی۔ لاشے دیکھکر نازک رانی کو غش آگیا بھیم سین نے بمشکل سنبھالا جب ہوش آیا تو یدشٹر سے کہنے لگی۔

پران ناتھہ! (جان کے مالک) اے اکنبہ بھر کو کٹا کر اب راج کرو گے؟ ہے ہے!! اشو تھاما ان کے ہاتھون میرے بچے مرے پڑے ہین۔

آہ! تمنے ابھمن کو بہلا دیا۔ کہین اوسکا سر کچل ڈالو! بدن پسیدہ و!! اور سر کا جواہر لے آؤ!!! نہین تو دروپدی ہین جان دیگی!"

دروپدی سر کے بال کہولکر خاک پر بیٹھ گئی۔ پانڈو اوسکی بیچینی زیادہ نہ دیکھ سکے اشوتھامان کے مقابلہ پر گیے۔ سخت جنگ کی۔ اور جواہر لاکر دروپدی کے روبرو ڈال دیا۔ غمگین رانی کے آنسو اس طرح پوچھے گیے اور وہ لعل بے بہا آخر کار راجہ یدہشٹر کے تاج کی رونق کا ایک حصہ بنا۔

ادہر سنجی نے ہستناپور جاکر دہرتراشٹ سے کہا۔

دُریودہن اب نہین رہا! اٹھارہ اکشوہنی فوج کام آئی۔ اب عالم سپاہ سے خالی ہے!! اور راجا دنیا سے اوٹھہ گیے۔!!!

یہ سنکر دہرتراشٹ پر غشی طاری ہوگئی۔ بہت دیر بے خبر پڑا رہا۔ دہرتراشٹ (ہوش مین آکر) افسوس مین نے کسی کا کہنا نہ مانا! اپنا کیا آگے آیا۔

جوان جوان بیٹے مارے گیے۔ گہرانا تباہ ہے!! اب بدنصیب دہرتراشٹ فقیر بنکر عالم مین گہومیگا!!!

دنیا مین بیٹے کے غم سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ روتے روتے دہرتراشٹ کی آنکہین لہو کی بوٹیان ہوگئین۔ اور یہ سنانی سنکر دریودہن کی مان کو غش آ آ گیے۔ تمام رنواس مین شور و شیون بپا تہا۔ بیگمات مین سوگ پہیلا ہوا۔ سر مین خاک۔ پیٹتے پیٹتے سینے نیلے۔ کونتی بیٹون کی مفارقت کی تپ مین مدت سے

گھلی ہوئی۔

بدرجی (دہرتراشٹ سے) عالم فانی ہے! جو آیا ایک دن ضرور جائیگا!! مرحوم راجون کی قسمت مین اسی بہانے موت لکہی تھی۔ زیادہ رنج بے سود ہے اوٹھو! اور اونکی مٹی ٹہکانے لگادو!!

دہرتراشٹ نے ناچار سرد آہین بہرتے کوچ کا حکم دیا۔ وہ پردہ نشین رانیان جنکے نازک جسم پر سورج کی بے ادب نگاہ بہت کم پڑی تہی نفیس پوشاک اور قیمتی زیورون کو خاک پر پھینک سر کے بال کہولے روتی اور سینہ پیٹتی محلون سے نکلین راجا اور درباری آنسو بہاتے چلے۔ کل رعایا زار زار روتی پیچہے آرہی تہی۔ تمام شہر ماتم سرا بنا تھا۔

یہ ماتمی قافلہ ہستناپور سے کوس بہر آیا ہوگا کہ سارتہوت۔ کرپاچارج اور اشوتھامان اور کرت برمان ملے جو میدان جنگ سے آرہے تہے کہ اس سانحہ ہوش ربا کی خبر بوڑہے راجا کو دین۔

آنیوالے (سرنیاز جہکاکر) آہ! اوس دردناک واقعہ کا اعادہ کرکے آپکے زخم دل پر اور نمک چھڑکنا لاحاصل! ہمنے شبخون مارا۔ اور نوجوان راجہ کا بدلہ پانڈون سے لے لیا! وہ ہمارا تعاقب کیے آرہے ہین کہ جس طرح بنے راہ عدم دکھائین!! تینون چارون کے سر کاٹ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرین! دہوکے بازی کی سزا اونکو دیجائے۔ اب ہمین نہ اون سے لڑنے کی طاقت ہے نہ یہان ٹھہرنیکا یارا۔

آپ سے بھی رخصت!!

یہ کہتے ہوسے اونھون نے اپنے گھوڑون کی باگین ایک ایک سمت مین پھیرین اور جلد نظرون سے غائب ہوگیے۔

راجا یدہشٹر کو خبر پہونچی کہ دہرتراشٹ معہ رنواس و اہل دربار بیٹے کے ماتم کو آرہا ہے۔ خود بھی استقبال کو بڑہا۔ اور بیچ مین دونون کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ دیکھا! بیوہ عورتون سے راجا دہرتراشٹ محیط تھا۔ ساتھی ننگے سر تھے یدہشٹر نے تعظیم سے سر جھکایا دہرتراشٹ نے گلے ملنے کو ہاتھ پھیلا دیئے۔ یہ بغلگیر ہوا۔ اور بھائی ملے۔ پھر بھیم کی باری آئی۔ دوراندیش مہاراجہ کرشنچندر نے قبل اس کے کہ چچا بھتیجے کو سینہ سے لگائے۔ اسکی صورت کے ایک آہنی بت کو دہرتراشٹ کے ہاتھون مین دیدیا۔ یہان کیا دیر۔ کینہ کی آگ سینہ مین بھڑک ہی رہی تھی اوسے اندہے راجا نے اپنے بیٹے کا قاتل سمجھکر اس زور سے دبایا کہ وہ مڑکر بالکل پچپ گیا اور دہرتراشٹ خون تہوکنے لگا۔ اصل حال معًا کھل گیا۔ اور بدبخت کوردیدہ کی کینہ وری کا ایک اور ثبوت ملا۔ اوسکا سر ندامت سے زمین پر تہا۔ اور مہاراجہ کرشنچندر کی بدولت بھیم کی جان بچ گئی۔ راجہ یدہشٹر نے کہ سلطنت انکو کا بادشاہ تہا اسکی یہ خطا بھی معاف کی۔ سب شریک ماتم ہوسے اور روتے پیٹتے چلے کہ خون مین لتھڑے دامان صحرا کو اپنے آنسوؤن سے دہو ڈالین۔ بیوہ رانیان خاوندون کی نعش پر وفاداری کے جوہر دکھانے بڑہین۔ سب سر جہکائے جاتے تھے۔ لب پر آہ و فغان

آنکھون سے آنسوؤن کا دریا جاری - دھرتراشٹ کی نظر مین زمانہ سیاہ تھا منہ سے
بات نکلتی تہی - نہ آنکھ سے آنسو گرتا تھا مصیبت زدہ ذرا اور بڑہے تو دردناک تصویر آنکھون
تلے پہر گئی - رقت انگیز منظر سامنے تھا - جہانتک نگاہ جاسکی آدمیون کی لاشین تہین اور
مردون کی ہڈیان - تمام جنگل خون سے رنگا ہوا تہا - ہاے کورو چھیتر کا میدان یہی
ہے ! اب یہان سواے کشتگان جنگ کے اور کیا رکہا تھا مردم خوار جانور جوق جوق
منڈلا رہے تھے - گدہون کے غول بیٹہے تہے - کوّے لاشون سے بوٹیان نوچ نوچ کر
پہٹ پہٹاتے چلے جاتے تہے - اور چیلین گوشت کے ٹکڑے پنجون مین دباے
آسمان مین گھوم رہی تہین - چربی پگہل پگہل کر ٹپکتی تہی - پانی نکلتا جاتا تھا - چلچلاتی دہوپ
مین لاشین سڑ گئین تہین - ہوا کوسون تک متعفن تہی -

رونا دہوتا ماتمیون کا ہجوم وہان پہونچا - کوئی باپ کے لاشہ پر آنسو بہانے لگا کسی نے
بیٹے کے جسم سے سر ٹکرایا - بہائی بہائی کے لیے جان دے رہا تھا - صدہا گریبان چاک
تہے - ہزارون سر چوٹ کہا کر زخمی ہوگیے - دریودھن کی نعش نظر پڑی جسکا گوشت
ایک موٹا گدہ بڑی بیرحمی سے اوکہاڑ رہا تہا - آہ جسے دنیا کی فتح کی آرزو تھی وہ دو گز
زمین پر بے قدری سے پڑا تھا - ہاے جو سر ہمیشہ چتر شاہی تلے رہا اوس پر جلتا بلتا
سورج چمک رہا ہے - رانی گاندہاری نے اپنے بچّے کو اس حال مین دیکہکر ایک
چیخ ماری - اور گر کر بیہوش ہوگئی - راجہ دھرتراشٹ بہی رنج سے تڑپنے لگا - ہوش
آیا تو مان نے پیٹنا شروع کیا - اور باپ سر پر دوہتّڑ مارنے لگا - ایسی سینہ کوبی ہوئی

کہ تمام جسم پر نیل پڑ گیے۔ اور خون سارے بدن میں جھلک آیا۔ دھڑا دھڑ کی آواز گھنٹوں
آیا کی۔ غش آ آ گیے۔ اور ہوش میں ہوتے ہی پھر ستم بپا ہونے لگا۔ جب بہت دیر ہوئی
اور سینہ کوبی میں خفت نہ ہوئی تو مصاحبون نے سمجھایا۔ عزیز و اقربا نے ہاتھ پکڑے
مگر رنج و الم کے مہلک نتائج کو ادھر سے روکا تو آنکھون سے چشمے جاری ہو گیے۔
غم کے بادل اومنڈ آئے۔ اور آنسوون کا مینہہ برسنے لگا۔
آخر بدرا اور سنجی سرد آہین بھرتے اوٹھے کہ رن کے مرنیوالون کی مٹی جلا کر ٹھکانے
لگادین۔ جلد جلد چتا ئین بنائین۔ لکڑیون کے بہت سے انبار کیے۔ اور آہ ! لاشے
رکھکر آگ لگادی۔ ذرا دیر مین شعلے آسمان تک پہونچے۔ وسیع میدان جل اوٹھا۔
عالم پنڈت شیام وید کے منترون کو گاتے تھے۔ آگ سوار اور پیادے
دونون کو پھونکے ڈالتی تہی راجہ دریودہن اور ناچیز گھسیارہ ایک طرح جلتا تہا۔
اس نے راجہ اور کنگال سب کو راکھ بنا دیا۔ سورج دہوئین سے چھپ گیا۔ ہاے
جان نثارون کے بدن کے جلتے ہوے ٹکڑے کیے اندھیری راتون مین لعل بدخشان
اور عقیق یمن کی طرح چمکا کیے۔ آخر خاک کے ڈھیرون کے سواے
اور کچھہ نہ رہا۔
اے باد تند کے جھونکو! تمھارے ہاتھون بہت دن ان کے پڑے رہنے
کی بہی امید نہین ہے۔ کورو چھیتر کی وفادار زمین گمنامی کی چادر مین ان سب کو
چھپا لیگی۔

کورو چھیتر کیا ہے؟

آہ! وہ مقام جہان لاکھون خوشرو جوان خاک مین ملگیے۔ وہ عبرتناک سو کوس لنبا میدان جنگ! جس مین کئی گز تک جانبازون کا خون پیوست ہوگیا ہے۔ آرین دلاورون کی صدہا من خاک اور ہڈیان دبی ہوئی ہین!! وہ زمین جس مین لاشون کے انبار لگ گیے تھے اور جان نثارون کا منون خون بہتا پھرتا تھا!!! یہ پر حسرت مقام کہان ہے؟

انبالہ کے ضلع مین جسے لوگ تھانیسر کہتے ہین! ہاے! یہین ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ نوہزار آٹھ سو جاندارون کا خاتمہ ہوگیا۔ ہاے! اسی خاک مین کورو اور پانڈون کے گلعذار مل گیے! ہاے! ہندوستان کی قسمت کا اسی لڑائی پر خاتمہ ہوا۔ او میدان! تو نے کس قدر آرزؤن کو خاک مین ملایا۔ کتنے لوگون کی جان لی۔ اب تو تیری صورت دیکھکر ڈر معلوم ہوتا ہے! جب شور زمین اُوس وسیع قطع مین جسپر نہ زراعت ہوسکتی ہے نہ گھانس اوگتی ہے بعض پرانی عمارتون کے کھنڈر اور وہ تالاب نظر آجاتا ہے جسنے محاربۂ عظیم مین پانی کی بڑی بھاری مدد دی تھی تو اب تک اثر پذیر دلون پر ایسا صدمہ

۱؎ یہ موزون معلوم ہوا کہ حصہ اول مین صفحہ ۸۷ کی سطر دوم سے صفحہ ۹۰ کے آخر تک متن کی کل عبارت کاٹ دیجاے اور وہ یہان بڑھائی گئی ہے ہمارے وہ ناظرین ملاحظہ سے قبل تصحیح فرمالین جنھون نے مہابھارت کا حصہ اول مطبوعہ سابق خریدا ہے۔ آپکا شکلف! شوق اور بجاے سین کے باب سمجھین! یہ کتاب ڈراما نہین ناول ہے۔

ہوتا ہے کہ قلم مین اس کے اظہار کی طاقت نہین ہے جس دماغ نے ہندوستان
کی قدیم تواریخ کے صدہا ورق اولٹ ڈالے ہون وہ گھڑی دو گھڑی روئے بغیر
وہان سے نہین جاسکتا۔

باب تیئیس

"کرن بھائی نکلا"

آہ! خاکی اجسام کو خاک مین ملاکر سب گنگا جی پر آئے اور نہاکر مردون کو پانی دیا مصیبتون
کا آخری حصہ اور بھی ستم کرجاتا ہے۔ دوست ہو یا دشمن مرنے کے بعد اوسکی یاد دل گداز
مین ناسور ڈال ہی دیتی ہے۔ جب یدشٹر نام لے لے کر سب کو پانی دے چکا تو
رانی کونتی نے روتے اور ہچکیان بھرتے کہا۔

ہائے! ایک نام اور! بھائی کو نہ چھوڑ! کرن بھی دو بوند پانی کا سزاوار ہے!!
آہ! جسے تم سوت اور رادہا کا بیٹا سمجھتے رہے وہ اسی پیٹ مین نو مہینے رہا!
جسنے دنیا بھر مین ہل چل ڈال دی! وہ میرے بچے کے سوائے دوسرا نہ تھا!!
کرشن چندر! مجھے تمنے تباہ کیا! ہائے سمجھایا نہ گیا! اور دونون کٹنے آنکھون دیکھتے
کٹا دیے! یاد رکھو تمھارا بنس (خاندان) بھی اسی طرح جائیگا!! اور استریان (عورتین)
ہم دکھیاؤن کی طرح دربدر ماری پھرینگی۔!!!

یدشٹر (روتے ہوئے) ہائے! ہائے!! کرن بھائی نکلا! آہ! یگانگت کی
جھلک چہرے پر اور جوش خون دل مین! پھر بھی غفلت کے پردے میری

آنکھون پر پڑے رہے ! افسوس ! بہائی بہائی کو نہ پہچان سکا ! ایسے سوجھتون سے اندہے اچھے ! ہاے ! کرن جیسا بہائی ہاتھہ سے کہو دیا !

نیک دل راجا کی زبان پر یہ جگر خراش جملے تھے۔ اور دل رنج والم سے بہرا ہوا تھا۔ ہر شخص آہ بہر کر کلیجہ تہام لیتا تھا۔

باب چوبیس

"ردو اقبال"

سب ایک مہینے تک گنگا جی پر رہے اور کریا کرم سے نبٹ کر ہستنا پور چلے آئے برہمچاری سنیاسی۔ ویدانتی۔ پنڈت۔ امیر وغریب۔ دوست آشنا۔ عزیز و بیگانے گرد جمع تھے اور یدہشٹر کو سمجھاتے تہے۔

راجا ! استنے دن ہو چکے ! اب رنج وغم مین گھلنا اور رات دن کڑہنا نہین چاہیئے۔ جو ہونا تھا ہو چکا ! فتح کیا ہوا ملک سنبہالو ! اور داد حکومت دو !

مگر غمگین راجہ کے دل سے غم کا بہاری پتہر کسی طرح سرکتا نہ تھا۔ وہ اس پر تلا ہوا تھا کہ دنیا سے ترک تعلق کرکے بن کو چلا جاے اور اپنی باقی عمر بنا سپتی کھاکر جنگل اور پہاڑون مین کاٹ دے ! اوسے بیحد افسوس تھا کہ تمام خونریزی میرے راجہ بنانے کے لیے ہوئی چندربنسی خاندان کی عظیم غارتگری کو یاد کرکے وہ گہنٹون آنسو بہاتا تہا۔ بڑی بڑے جادو بیانون نے تقریرین کین۔ علما وفضلا نے سمجھایا۔

مہاراج ! دشمن کو تہ تیغ کرنا بادشاہ کا فرض ہی ! سلطنت مین انقلاب پیدا کرنے والون

کو خاک ہی مین ملا دینا چاہئیے! رعایا کی بہتری اسی مین ہے!! ورنہ مخلوق تباہ ہوجاتی! ہندوستان کا کہین ٹھکانا نرہتا! اور ملک گیری کی خاطر انسان کا مارنا گناہ نہین ہے!! مصلحت ملکی کا تقاضا یہی ہے کہ باپ بیٹا۔ چچا تاؤ۔ جو کوئی درپے تخریب ہو۔ عوام کے امن وامان مین خلل ڈالے۔ اوسے جانی دشمن کی طرح دار پر کھینچ دیا جاے۔ چنانچہ آپنے اپنا حق غنیم سے بزور شمشیر لیا۔ اوسے ترک کرنا زیبا نہین ہے"!

سب برابر سمجھاتے تھے مگر یدشٹر کا جی پچھلی بے رحمیان یاد کرکے بار بار بھر آتا تھا اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے رہتے تھے۔ "کرن بھائی نکلا" یہ اسکی یاد سے نہ جاتا تھا اوسکی بہادریان یاد کرکے وہ گھنٹون روتا ہچکیون کا تار لگ جاتا۔ ارجن بھیم پھرون سمجھاتے۔ تب کہین جاکر ڈھارس ہوتی۔ پھر رونے لگتا۔

راجہ دھرتراشٹ گو تمام عمر اپنے بھتیجون کے ساتھ بُری طرح پیش آیا۔ رات دن اونکا بُرا چیتا۔ مگر اس حادثہ عظیم سے اوسکی طبیعت ہی بالکل بدل گئی متواتر آفتین اوٹھاکر اسکے دل ودماغ مین بڑا تغیر ہوا۔ وہ بجاے دشمنی کے اپنے بھتیجون کو پیار کی نظر سے دیکھنے لگا۔ بغض وحسد الفت ومحبت سے بدل گئی۔ کینہ اور عداوتون کی جگھہ مہربانی وعنایت نے لی۔ اب وہ جی سے چاہنے لگا کہ بجاے اوس کے یدشٹر گدی نشین ہو۔ ایک دن جب تمام عزیز واقارب جمع تھے۔ لائق بھتیجے سے یون خطاب کیا۔

یدشٹر ایتیر سے سواے میرا اور کون ہے ! اب الیشٹر کے لیے سوگ نشینی چھوڑ ۔ اور اپنے قدمون سے تخت کو زینت دے دریودہن کو مرنا تھا ۔ مر گیا ۔ اوس کی موت یون ہی تھی ۔ ہزارون آدمیون کا خون کوروچھیتر کے میدان مین بہنا تھا ۔ بہہ گیا ۔ قسمت بڑی زبردست ہے ، ! اگر یہ نہوتا ۔ کورون کی تباہی کے لیے اور اسباب پیدا ہو جاتے ۔ وقت ٹلتا نہین ہے ۔ جو لکھا ہے ہو کر رہیگا ۔ میری اولاد کو دنیا سے اسی بہانے جانا تھا ۔ دوراندیش بادرجی نے پہلے ہی پیشین گوئی کی تہی کہ یہ گھرانا دریودہن کے ہاتھون تباہ ہوگا ۔ وہی ہوا ۔ مین نے ایک نمانی ۔ اور سارے بھائی بند کٹا دیے ۔ مین اب بوڑھا ہوا ۔ ضعیفی کے باعث تمام اعضا جواب دیچکے ہین ۔ قوت بازو ! اب سلطنت کا بوجھ اوٹھا ۔ اور مجھے ایک گوشہ مین عبادت کرنے دے !"

یہ عاقلانہ باتین سنکر یدشٹر کا دل آخرش پسیجا اور اوس کی طبیعت آہستہ آہستہ دنیاوی تعلقات سے مانوس ہوتی گئی ۔

باب پچیس

تخت نشینی

صاحب علم اور اہل سیف کی جادو بیانیان اثر کر گئین و مہر تراشنٹ کی فہمایش کا افسون کارگر ہوا ۔ دہرم آتما (پابند شرع) راجا نے رعایا پر ترس کہا کر حکمرانی کا بار اوٹھا لینا گوارا کر لیا ۔ ایک تاریخ مقرر ہوئی ۔ اور نیک دل راجا بڑی دہوم دہام کے ساتھ

تخت پر بٹھا دیا گیا۔ کبیون نے تعریفی اشلوک پڑھے ہے۔ اہل دربار اور بھائی بیٹوں نے
مودبانہ نذرین گذرانین۔ فوج سے سلامی دیگئی۔ راجہ دھرتراشٹ نے خوشی کے
آنسو بہائے۔ زروجواہر تقسیم ہوسے۔ انعام واکرام سے ملازمون کو مالامال کردیا۔
خیرات کا یہ حال کہ فقیرون کی جھولیان روپیون سے بھردین۔ ذی علم اور اہل ہنر کی
قدردانی ہوئی۔ سلطنت کے کاروبار لیاقت وار ہر شخص کو بانٹ دیے گیے۔ تجربہ کار جان نثارون
کو جلیل القدر عہدون کا اعزاز بخشا۔ پچھلی ساری کدورتون پر خاک ڈالکر باقی ماندہ
کوروا اور پانڈو شیروشکر بن گیے۔ اور نیک دل راجا اپنے چچا کی پوری فرمان برداری سے
کرتا رہا۔ امن وامان کی حکومت تھی۔ مجرم پوری سزا پاتے تھے۔ رعایا فارغ البالی
بسر کرتی تھی۔ عدل وانصاف کا زمانہ تھا۔ رعایا کے اعمال اچھے۔ راجا نیک نیت
آریاورت مالامال تھا۔ گھر گھر خوشی کے شادیانے بجتے تھے۔ آئے دن ٹکیس نتھے
نہ عدالتون مین کورٹ فیس لیا جاتا تھا۔ رعیت صلح پسند تھی۔ سب مل جل کر بستے تھے۔
ایک دن مہاراجہ کرشنچندر نے یدہشٹر کو بھیشم پتامہ سے ملنے کی تحریک کی۔
جو ابتک برابر تیرون کے پلنگ پر ساکت پڑے تھے۔ سب ملکر وہان گیے۔ عابد
شب زندہ دار کے قیمتی پندونصایح کا فیض اوٹھایا۔ آخر وقت آگیا اور ہرہم گیانی (موحد)
بھیشم پتامہ نے ٹھیک سورج اتراین ہوتے ہی شریر (جسم) چھوڑدیا۔ افسوس
بھرے دل کے ساتھ سب ہستناپور چلے آئے۔ پھر ارجن نے اندرپرست
(دہلی) کو رونق دی۔ اور مہاراجہ کرشنچندر وہان سے دوارکا چلے گیے۔

ویاس جی کی بدولت یدہشٹر کے ہاتھ وہ لاانتہا خزانہ لگ گیا جو راجہ مرت کا ہمالیہ کے ایک غار مین دفن تھا۔

اب وہ وقت آگیا کہ مہاراجہ یدہشٹر اپنے دل کے سارے ارمان نکالے۔ چنانچہ اس نے تمام راجون کو اکٹھا کرکے بڑی دہوم دہام سے کامیابی کے ساتھ اشومیدہ یگ کیا۔ اور بہت دنون تک ہستناپور مین داد جہانبانی دیتا رہا۔

حصہ سوم

باب پہلا

فقیری

دنیا مین شادی و رنج توام ہین! کہین خوشی کے چہچہے ہین۔ کہین آہ و نالہ کی صدائین! عروج پاتے پاتے انسان روے زمین کا بادشاہ بن بیٹھتا ہے۔ کبھی اسے مانگے بھیک نہین ملتی۔ ایک ایک ٹکڑے کو دربدر بھٹکتا ہے۔ عالم شباب مین بتان طناز کا شیدا بنا رہا۔ دنیا کی ہوا و ہوس نے فرصت نہ دی۔ تمام دنیا کا خزانہ اپنے گھر ڈالنے کی فکر کرتا رہا۔ ملکگیری کی خاطر بہت سی جانین لین۔ قسمت نے پلٹا کھایا۔ تو ٹکا کفن کو پاس نہ تھا۔ عزیز و اقارب بھی جہان سے چل دیے۔ اور تن تنہا رنج و محن اوٹھانے کو دنیا مین رہ گیا۔ اس حال مین بھی کبھی چین نہ ملا۔ آخر ترک تعلق کو جی چاہا۔ دھونی رماکر بن مین جا بیٹھے۔ یا کسی دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر آسن جمایا اور حبس دم کر ایشر کی ذات مین محو ہو گیے۔ پس سچی خوشی اسی مین ہے۔ راجہ یدشٹر سعادتمند بھتیجے کی طرح بوڑھے چچا کی برابر فرمان برداری کرتا رہا۔ رانی گاندھاری کی ہمیشہ دلجوئی کی۔ وہ دونون بھی شفیق والدین کی طرح اس پر شفقت فرماتے رہے۔ مگر بھیم سین کی طرف سے اونکے آئینہ دل پر غبار تھا۔ کجلائی ہوئی چنگاری کی طرح بظاہر کچھہ نہ تھا مگر دشمنی کی آگ اندر اندر برابر سلگے جاتی تھی بھیم بھی اکثر سرتابی کر بیٹھتا تھا۔ لوگون کو سنا کر دریودہن کو برا بھلا کہتا جس سے سن راجہ کے

دل پر چوٹ لگتی تھی۔ ایک دن راجہ دھرتراشٹ نے یدشٹر سے کہا۔

پیارے یدشٹر! آج مجھے تم سے ایک اہم معاملہ کی نسبت گفتگو کرنی ہے تمہارے پیچھے اپنے بچے کو مین نے دل سے بھلا دیا۔ خاک مین ملنے والون کی کبھی یاد نہ کی۔ اور پندرہ برس ہنسی خوشی سے گذار دیے۔ تمنے بھی اس عرصہ مین فرمان برداری اور سعادتمندی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ تاہم مین نے چوتھے روز سے پہلے کھانا کبھی نہین کھایا ہین اور گاندھاری دونون کُشا (ایک قسم کی گھاس) بچھا کر برابر زمین پر سوتے ہین۔ ہمارا آخری وقت اب قریب آگیا ہے بخوشی اجازت دے کہ دونون بن کو چلے جائین۔ اور زندگی کے باقی دن یوگیون کی طرح تپ (عبادت) مین گذارین۔ ہماری بہتری اسی مین ہے۔"

یدشٹر (آہ سرد بھر کر) آہ! یہ نہین ہوسکتا۔ راج تمہارا ہے۔ سلطنت آپکی! مین فقیر ہو کر جنگلون مین پھرونگا! اور آپ راج کرین۔ حکم کی تعمیل ہوچکی! میرا جی دنیا سے بیزار ہوگیا ہے۔ گذشتہ قتل عظیم نے اسکی بے ثباتی کی تصویر میری آنکھون سامنے کھینچدی۔ آج سے حکمرانی کیجیے۔! اسے چھوڑتا ہون۔ خوشی سے اور ہمیشہ کے لیے!!"

دھرتراشٹ کو یہ سنکر غش آگیا۔ راجہ نے جلد جلد گلاب چھڑکا۔ عطر سنگھایا۔ ہوش آیا تو کہنے لگا۔

عزیز! ان الفاظ کے سننے کو مین بالکل طیار نہ تھا! بے کھائے مجھے آج آٹھوان

دن ہے۔ ضعف سے بدن سنسناتا ہے۔ میرا یہ ارادہ مستقل ہے۔ کسی طرح ٹل نہین سکتا۔ ہمارے حال پر رحم کر۔ اور دونون کو خوشی سے بن جانیکی اجازت دی۔ جب یدہشٹر نے دیکھا کہ وہ بن جانے پر تلا ہوا ہے۔ اور عرض ومعروض کا اثر اسکے استقلال پر غالب نہ آسکے گا۔ تو جبراً وقہراً اجازت دی۔ پندرہ برس بعد کاتک مہینے کی عین پورنماشی کو بوڑھا راجہ معہ رانی ہرن کی کہال اوڑہ کر محلون سے نکلا یدہشٹر اہل دربار اور تمام رنواس روتا ہوا پیچھے تہا۔ رعایا ساتھ تہی۔ اور سارا ہستناپور امنڈا چلا آتا تہا۔ کچھ دور آکر دہرتراشٹ روتے ہوے عزیز واقارب اور آنسو بہاتی رعایا سے معہ رانی رخصت ہوا سنجی رہبر بنا اور راجا یدہشٹر کی مان کنتی[1] بہی انکے ساتھ ہی بن کو چلی گئی۔ وقت رخصت راجہ یدہشٹر کے زخم دل پر یہ ایک اور چرکا لگا۔

وہان سے چلکر دہرتراشٹ رات کو گنگا جی کے کنارے پر ٹھہرا اور صبح جمنا کو عبور کرکے کورو چھیتر ہوتا ہوا ہردوار کی راہ سے تپوبن مین داخل ہوگیا۔ اور سب ملکر سخت عبادت کرنے لگے۔

مقررہ وقت آیا۔ تیز ہوائین چلین۔ اور بن مین آگ لگ اوٹھی۔ یہ دیکھکر بوڑھے راجا نے سنجی سے کہا۔

بیٹیا! میرا وقت آگیا!! تم جاو! بن مین آگ لگ گئی ہے۔ اور ہمین یہان جلکر مرنا ہے۔

---

[1] کنتی کو دہرتراشٹ کی رانی سے انتہا کی محبت تہی۔ اوس نے مرتے دم تک ساتھ دینا چاہا۔

سنجی اونکی مستقل مزاجی پر آنسو بہاتا بن سے نکلگیا۔ اور راجا رام رام کہتا ہوا کنتی اور
گاندھاری کو لیکے مشرق رویہ خاک پر بیٹھ گیا۔ آگ دم کے دم مین چار سمت پہیل گئی۔ تمام
جنگل جل اوٹھا۔ اور یہ سب وہین خاکستر ہوگیے۔ اس طرح تینون نے آتما کو پرم آتما مین
وصل کردیا۔ سنجی کی زبانی سارا ماجرا سنکر یدہشٹر اور اوس کے بھائی رہے سہے
غم کا شکار بنے۔

باب دوسرا

"زوال"

فتحیابی کے بعد راجہ یدشٹر کو راج کرتے چھتیس برس ہوچکے تھے۔ کہ اجرام فلکی کا پہر
وہی دور پڑا یعنی شکل پکش (چاندنا پندرہ روزہ) مین چودس اور ماوس (چودہ اور پندرہ تاریخ)
ایک ہوکر مہابھارت کے آغاز کی طرح گرہن ہوگیا۔ جسے دیکھکر نجومیون نے آریاورت
کے کسی حصہ پر ایک دفعہ اور تباہی آنے کی خبر دی۔

مہاراجہ کرشنچندر دوارکا مین تھے۔ لیکن داون مین خوشی نہین رہی تھی۔ بربادی
کے آثار روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تھے۔ باشندگان شہر مین مے نوشی حد سے بڑھ گئی
تھی۔ فسق و فجور ہونے لگا تھا۔ تمام رعایا عیوب کی طرف مایل تھی۔ عام طبایع مین بغض و
حسد نے جگہ کرلی۔ حتی کہ ایک دن یہ ٹھہری کہ سب جادو بنسی[۱] پر بہاس چھتیر

---

[۱] وہ خاندان جس سے مہاراجہ کرشنچندر کو تعلق تھا مورث اعلی کے نام سے منسوب ہوکر جادو بنس
کہلاتا ہے۔ یعنی راجہ جادو کی نسل۔

(نام مقام) ہین چلین اور وہان دہوم دہام سے دعوت ہو پس ایسا ہی کیا۔ سب مل جُل کر کہانے پر بیٹھے۔ اور شراب کا دور چلنے لگا۔ جام پر جام لنڈہانے شروع کیے جب خوب سرور گٹھے۔ تو ہنسی مذاق کی ٹھہری۔ پہر ہاتہا پائی کی نوبت آئی۔ اور ذرا دیر بعد اچھی خاصی لڑائی ہونے لگی۔ دریا کنارے پٹار ۱؎ (ایک قسم کا درخت جسکی پتّے سخت اور لانبے اور تلوار کی مثال ہوتے ہین) بہت کھڑے تہے۔ سب نے وہ اوکھاڑ لیے۔ اور اوسوقت تک برابر لڑتے رہے کہ کل کا وہین ڈہیر ہو گیا۔

مہاراجہ کرشنچندر۔ بلدیوجی کو ڈہونڈہنے نکلے جنکا کہین پتا نہ تہا اور چلتے چلتے دارک کو حکم دے گیے کہ تم جلد ہستناپور جاکر کورو پانڈون کو اس حال کی خبر دو اور راجہ یدشٹر سے اجازت دلا کر ارجن کو یہان لوالاو۔ کہ جہان تک جلد ممکن ہوان سب والی ووارث عورتون کو اپنے ساتھ ہستناپور لیجاے بسدیوجی کو عورتون کی

۱؎ بسدیوجی کے بیٹے سارن نے مذاقاً سانت (مہاراجہ کرشنچندر کا بیٹا) کا سوانگ بہرا اور اوسے عورت بنا کر بشوامتر۔ کیتو۔ اور نارو جی رشیون کے پاس جو اودہر آنکلے تہے لیگیے اور جاکر امتحاناً پوچھا کہ اس عورت کے کیا ہوگا؟ اونھون نے طیش مین آکر جواب دیا کہ ’’وہ چیز اجس سے تمام جادوبنس نیست و نابود ہو جائیگا‘‘ چنانچہ اگلے روز اوس کے پیٹ سے لوہے کا ایک دستہ نکلا لوگ نئی بات دیکھکر گھبرا گیے۔ اور راجہ اوگرسین فرمان رواے دوارکا نے مصلحتاً اسے ریتی سے رتوا کر دور ڈلوا دیا۔ کہتے ہین کہ اوسی سے وہ پٹار پیدا ہوسے اور باقی لوہے کے ایک چھوٹے ٹکڑے سے صیاد کے ہاتھ لگ کر وہ تیر بنا جو مہاراجہ کرشنچندر کے ترک تالب کا باعث ہوا۔

حفاظت کے بہانے سے دوارکا مین چھوڑا اور خود بن کو چلے کہ بھائی کو ڈہونڈین۔ دیکھا تو ایک جگہہ بلدیوجی کا شریر چھوٹ گیا تھا۔

مہاراجہ کرشنچندر غم کے مارے ایک درخت سے کمر لگا اور پانون پر پانون رکھکر بیٹھہ گیے۔ تکان سے آنکھہ جھپ گئی۔ وقت بھی آچکا تھا۔ پیر مین پدم کا نشان چمک رہا تھا۔ ایک شکاری نے دور سے دیکھا اور ہرن کی آنکھہ سمجھکر تیر مار دیا۔ آہ! اس طرح پر مہاراج پرم دہام (مقام اعلی) کو چلے گیے۔ حفاظت سے رکھی ہوئی لاش کو آکر ارجن نے جلایا۔

باب تیسرا

دوارکا ڈوب گئی!

دارک جہانتک جلد ممکن ہوسکا ہستناپور پہونچا اور کورو پانڈون کو اس تازہ مصیبت کی خبر کی۔ سب کو سنکر سخت رنج ہوا۔ اور ارجن۔ جادوبنسیون کے حال زار پر افسوس کرتا آفت نصیبون کی دستگیری کو چلدیا۔ آکر دیکھا۔ دوارکا اوجڑی پڑی تھی۔ شہر بھر ویران تھا۔ آبادی سنسان۔ تمام مکان خالی۔ سارے مین خاک اوڑتی تھی۔ رونق نام کو نہ تھی۔ محلات مین پہونچا۔ تو بسدیوجی (مہاراجہ کرشنچندر کے والد ماجد) بستر غم پر پڑے تھے۔ چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھون مین آنسو تھے۔ اور لب پر آہ۔ محلسرامین الگ بین وبکا ہو رہا تھا۔ مہاراجہ کرشنچندر کی رانیان زمین سے سر دے دے مارتی تھین۔ ارجن نے بچے کچھے ارکین سلطنت کو جمع کر کے کہا آہ! مہاراجہ کرشنچندر نے جو وصیت کی ہے اوس کے مطابق آج سے

ساتوین روز سورج نکلنے سے پہلے مین عورت بچون کو لیکر شہر چھوڑ دونگا! اور فوراً اندر پرست کی راہ لیجائیگی!! امید ہے اس مین آپ میرے مددگار ہونگے۔ ؏

یہ سنکر سب نے سر اطاعت جھکا دیا۔ اس سے فارغ ہوکر ارجن سفر کی طیاری مین لگ گیا اگلا روز ہوا۔ لبسدیوجی رات بھر زیادہ بیچین رہے۔ اور دن نکلتے ہی جگربند کے غم مین دنیا سے سدہار گیے۔ یہ تازہ مصیبت پڑی۔ پس ماندگان کا رنج و غم کئی درجے اور ترقی کرگیا۔

ساتوان دن جلد آگیا۔ دن نکلنے سے پہلے تمام رانیان روتی پیٹتی رتھون مین چڑہ کر ارجن کے ساتھہ چلدین۔ اور دوارکا کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا۔

مصیبت زدہ شہر سے نکلے ہی تھے کہ سمندر مین بھاری طوفان آیا۔ اور ہاے! وہ عظیم الشان شہر جسکے محلون کے سنہری کلس نیلگون آسمان مین کوسون سے نظر آتے تھے۔ اور عالیشان عمارتون کا خوشگوار عکس سمندر کے صاف شفاف پانی مین دن کو اور چاندنی راتون مین عکس ڈالتا تھا۔ دم کے دم مین غرقاب ہوگیا۔ آہ! جس شہر مین پرلاکھو روپیہ لگاکر محلات بنے تھے۔ وہ لحظہ بھر مین ڈوب گیے۔ گویا یہان کچھہ تھا ہی نہین جنا جیون کو جنکے کمرے مین صدہا عمرین گذری تہین۔ پانی ذرا دیر مین بہالیگیا۔ سارے بیل بوٹے ایک گھڑی مین ڈہل گیے۔ وہ سنگین عمارتین جنکی نیوین سطح آب سے اوٹھائی گئی تہین کہ قیامت تک قایم رہین۔ ایک گھنٹہ مین اوکھڑ کر جا پڑین۔ اور جہ بڑے گانون کا کھیڑہ مدتون پڑا رہتا ہے۔ ہاے! یہ ستم دیکھو! دوارکا کا نشان تک باقی نہین رہا۔ باشندے اُس

بہانے قتل ہونے ۔حویلیاں سیلاب نے ڈہائیں۔ اور بدقسمت خاک کو بحر زخار نے اپنے
دامن میں چھپالیا۔ ناظرین! کیا دیکھتے ہو؟ اب وہان کچھ نہیں۔ اصرف کھاری سمندر
لہرین مارتا ہے اور بس! راستہ کی مصیبتین سنیئے۔ ارجن سب کو لیکر چلا تو راہ مین قزاقون نے
آلیا۔ بہت ہاتھ پانون مارے مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ وہ کمان جسکے مارے کورو چھپتے پھرتے
میدان مین زلزلہ پڑا ہوا تھا اب ذرا بھی کام نہ دیسکی۔ ہاے! ادلدوز تیر ناکارہ ثابت ہوئے
ساتھیون کی ڈہال تلوارین خاک پر پڑی رہین۔ رہزنون نے سارا مال ومتاع لوٹ لیا۔
چورون کے ہاتھون عورت بچون کی جان بمشکل بچی۔ اور وہ اندر پرست آکر اپنی زندگی
کے باقی دن پورے کرنے لگے۔!

باب چوتھا

انجام!

راجہ یدہشٹر نے ارجن کی زبانی سارا حال سنا! پے در پے صدمے اوٹھاکر اسکا دل
راج سے اُچاٹ ہوگیا مہاراجہ کرشنچندر کی رحلت! جادوبنس کی بربادی دوارکا کا
سمندر مین ڈوب جانا۔ یہ وہ عظیم حادثے تھے جنہون نے پانڈون کو زیست سے بیزار
کردیا۔ دنیا کو دارنا پائدار سمجھکر اونھون نے یہ ٹہان لی کہ راج پاٹ چھوڑ کر ہمالیہ کو چلے
جائین۔ اراکین سلطنت اور جان نثار رعایا نے بہت واویلا مچائی۔ مگر اونہون نے ایک نہ
سُنی۔ یدہشٹر نے ہستناپور کے تخت پر راجہ پرچھپت (اپنے بیٹے) کو بٹھایا۔
اور اندرپرست کی حکمرانی بجبر (مہاراجہ کرشنچندر کا پوتا) کو دی۔

اسطرح ترک تعلق کرکے پانچون بھائی دروپدی کو ساتھ لے فقیرانہ لباس پہن کر دارالحکومت سے نکلے۔ خلقت زار زار روتی تھی۔ رشتہ دارون کی ہچکیان بندھی تھین۔ تمام رنواس بین ماتم بپا تھا۔ پدھشٹر نے کھڑے ہوکر سبکو سمجھایا۔ نصیحت کی باتین کین۔ اور سنئے راجہ کی فرمانبرداری کی ہدایت کرکے جنگل کو چل دیے۔ بن مین آگ جلتی دیکھی۔ اسلحہ اسمین ڈالے۔ اور مشرق کی راہ لی۔ بہت سے جنگل پہاڑون سے گذرے۔ جنوب کی سمت جھکے۔ صدہا ندی نالے اوترے۔ دریا عبور کیے۔ وہان سے مغرب کا رخ کیا۔

ارجن رہبر تھا۔ اوس مقام کو دیکھا۔ آہ جہان کبھی عظیم الشان شہر دوارکا بستا تھا۔ وہان سے رنج وغم کا تازہ توشہ لیکر شمال کو چل دیے۔ بڑے بڑے ریگستان طے کیے۔ زخمی تلوون نے خار زار صحرا ناپتے ناپتے کوہ ہمالیہ کے دامن مین پہونچا دیا۔

بہشت کی سی ٹھنڈی ہوائین چل رہی تھین۔ اور چار طرف پانی جھرتا تھا۔ آہ! آرین منیقالوجی (دیوبانی) کا یہ مقولہ کیسا سچا ہے۔ کہ ”جنت ہمالیہ کی چوٹی پر ہے“

جون جون اوپر چڑھتے گیے قدرت کی نفاست کا پوشیدہ خزانہ پانڈون کے ہاتھ آتا گیا۔ ہرے بھرے درختون سے سارا پہاڑ ڈھکا ہوا تھا۔ خوش لہجہ جانور شاخون پر چہچہا رہے تھے۔ پتھرون پر نسراج (بنفشہ) پھیلا تھا۔ پہاڑ چارون طرف سر بفلک کھڑے تھے سورج کی خوشگوار شعاعین گنجان درختون کے پتون سے چھن چھن کر آرہی تھین۔

اور بڑھے تو منظر بھی بدل گیا۔ سبزی نام کو نہ تھی۔ گزون برف پہاڑون پر جما ہوا تھا۔ برف سے مستور تمام کہسار دہوپ سے منعکس تھا۔ نگاہ مشکل سے ٹھہر سکتی تھی۔ کلیجہ سردی سے

کانپتا تھا۔ مگر مستقل مزاجون کے قدم آگے ہی بڑہتے تھے حتیٰ کہ حرارت غریزی نے جواب دینا شروع کیا۔ ایک دوسرے کے بعد چارون بھائی اور رانی دروپدی برف مین گل گیے۔ تارک الدنیا یدہشٹر نے کچھہ پرواہ نکی۔ برابر بڑہتا چلا گیا۔ اوسکے پیرون کا خون یخ کی سردی بھی نہ جما سکی۔ نہ منون برف سے ہاتھہ پانون ٹھٹھرے۔ جنت کی آرزو دل مین تھی اور بہشت کا دروازہ کہلا نظر آتا تہا۔ استنے مین آسمانی فرشتہ (راجہ اندر) نے آکر یدہشٹر کا ہاتھہ پکڑ لیا۔ اور اپنے ساتھہ سُرگ (بہشت) کو لیگیا۔

خاتمہ

پیارے ناظرین! شوق نے کورو اور پانڈون کی مختصر تاریخ آپ کو سنا دی۔ لڑائی کا لطف مشتاق آنکھون کو دکھایا۔ اب کچھہ دن کے لیے سکوت! اور خدا حافظ کہکر آپ سب سے رخصت!

نیازمند

سکھدیال۔ شوق۔ از خورجہ ضلع بلند شہر

بالخیر